1

فکری وتربیتی، اصلاحی وعلمی مضامین کا دلکش واثر آفریں مجموعہ

اپنی دنیا آپ پیدا کر

سید محمد ریاض ندوی

ناشر

مرکز الدعوۃ والبحوث الاسلامیۃ کھجناور

نام کتاب: اپنی دنیا آپ پیدا کر

نام مصنف: (مولانا مفتی) سید محمد ریاض ندوی کھجناوری
رئیس جامعۃ الحسنین صبری پور، مظفرآباد، سہارنپور

صفحات: ۱۲۶ر

تعداد: ۱۱۰۰ر

قیمت: ۶۰ر

سن اشاعت: مارچ ۲۰۲۱ء مطابق ۱۴۴۲ ہجری

ناشر

مرکز الدعوۃ والبحوث الاسلامیۃ

کھجناور، ضلع سہارن پور، یوپی، الھند

Mob: 09758044131 - 09759027787

Email. sayedriyaz143@gmail.com

ملنے کے پتے

- جامعۃ الحسنین صبری پور
- دارالعلوم صدیقیہ نلہیڑہ
- دارین بکڈپو لکھنؤ
- دارالکتاب دیوبند
- جامعۃ العلوم گڑھا گجرات
- مکتبہ احسان لکھنؤ

2 تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں، پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرآدم ہے، ضمیر کن فکاں ہے زندگی

زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگ گراں ہے زندگی

انتساب

- میرے مشفق والدین محترمین
- میرے محسن ومربی اساتذہ کرام

تعلیم وتربیت کے وہ ادارے جنہوں نے میری زندگی میں کردار ادا کیا:

۱- مدرسہ اسلامیہ عزیز القرآن صابری، کھجناور۔

۲- مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد۔

۳- المعہد الاسلامی مانک مئو، سہارنپور۔

اور مینارۂ عظمت

۴- دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

وہ میرے محبین ومخلصین اوران شاگردوں کے نام جو میری قلمی کاوشوں پر ہمیشہ خوشی کا اظہار فرماتے ہیں اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔

سید محمد ریاض ندوی

ابن مولانا سید عبد الماجد صاحب قاسمی

3

فہرست مضامین

علم محنت کا متقاضی

علم میں یکسوئی کامیابی کی ضامن

طالب علم اور وقت کی اہمیت

4

طالب علمی کا دور محنت و جانفشانی کا طالب

طالب علم اور تواضع و انکساری

علم حاصل کرنے کا سب سے اچھا زمانہ کم عمری

آیئے! اپنا محاسبہ کریں

طالب علم اور استاد کا ادب

طالب علم اور اتباع سنت

طالب علم اور حسن نیت

لفظ کل ایک بہت بڑا دھوکہ

محنت اور اس کے فوائد

محاسبۂ نفس قوموں کی ترقی کا ضامن

مسلمان مصنفین کے عظیم تصنیفی کاموں کا راز

حقیقی طالب علم کی صفت سچی طلب

مدارس اسلامیہ کا مرتبہ

مدرسہ کا انتخاب سوچ سمجھ کر کریں

جمعہ کے روز کی اہمیت

خشیت الٰہی وتقوی کامیابی کاضامن

طالب علمی کے زمانے میں محنت کی اشد ضرورت

طالب علم کا اصل توشہ

طالب علم اور اسفار

پیدائش سے وفات تک علم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

الحمد لله كفى و سلام على عباده اللذين اصطفى اما بعد!

اللہ تعالی نے ہر انسان کے اندر خیر قبول کرنے کی صلاحیت رکھی ہے اور انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ خیر وشر میں کسے اختیار کرتا ہے اور اس کو دنیا میں دونوں ماحول اور مواقع بھی دیئے ہیں ،ایک مسلمان کی صفت یہ ہے کہ اس کو جب خیر کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور تذکیر کا یہ عمل اہل ایمان کو ایسا فائدہ پہنچاتا ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ فرمایا:"وذكر فان الذكرى تنفع المؤمنين" چنانچہ تقریروں، تحریروں، مجالس، جلسوں، دروس، کتابوں سبھی ذریعہ اور طریقہ کوشش کی جارہی ہے۔

اسی سلسلہ کا ایک عمل ہمارے دار العلوم ندوۃ العلماء کے نوجوان فاضل مولوی سید محمد ریاض ندوی کھجناوری سہارن پوری سلمہ اللہ وبارک فیہ نے انجام دیا ہے جو آپ کے سامنے پیش ہے،ہم امید کرتے ہیں کہ یہ مفید عمل ثابت ہوگا اور دعا بھی کرتے ہیں۔

وما ذلك على الله بعزيز

محمد رابع حسنی ندوی

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۹ /رجب المرجب ۱۴۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ادیب زماں حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمان صاحب اعظمی ندوی

مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء وچیف ایڈیٹر البعث الاسلامی لکھنؤ

الحمد للّٰہ کفی و سلام علی عبادہ اللذین اصطفی اما بعد!

عزیز مکرم مولانا مفتی سید محمد ریاض صاحب ندوی نے تعلیم کے موضوع پر یہ رسالہ (اپنی دنیا آپ پیدا کر) تصنیف کر کے ایک اچھی پیش رفت کی ہے، اور مدارس اسلامیہ کے طلباء کے لئے ایک نادر تحفہ کر دیا ہے، جو ہمہ دم ان کی رہنمائی کے لئے اور ان کو دوران تعلیم اچھے مشوروں سے نوازنے کے لئے بہت اہم ہے۔

وقت کی قیمت کو سمجھنے اور اس سے پورا فائدہ اٹھانے کیلئے اس رسالہ میں ایک اچھا اور فکر انگیز مواد جمع کر دیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ حسن عمل اور تعلق مع اللہ کی تلقین کر کے اس عمل تعلیمی کو عبادت کے درجہ تک پہنچانے میں بہت اچھا کردار پیش کیا ہے۔

موجودہ دور میں علوم اسلامیہ کی تحصیل اور اس کے لئے جس اخلاص و محنت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ ہمارے طلباء میں عام طور سے مفقود ہے، میں سمجھتا ہوں اس رسالہ کے ذریعہ ان میں مقصدیت کی روح کارفرما ہوگی اور وہ زمانے کے حالات سے باخبر ہو کر کتاب وسنت کی روشنی میں جملہ مسائل کا حل پیش کرنے کے قابل بن سکیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور ہر اعتبار سے اسے مفید اور

با مقصد بنا کر ہمارے طلباء اور نوجوانوں کو صراط مستقیم کی نعمت سے سرفراز فرمائے اور اس کو تعلیمی حلقے اور مدارس اسلامیہ قبول کر کے اپنے طلبہ کی تربیت کے لئے اسے ایک عطیۂ الٰہی تصور کریں۔

وما ذلك على الله بعزيز

راقم

سعید الرحمان اعظمی ندوی

مدیر مجلّہ ''البعث الاسلامی'' ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

10

تشجیعی کلمات

حبیب الامت حضرت الحاج قاری محمد اکرام صاحب قاسمی مدظلہ

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاری سید حبیب احمد باندوی دامت برکاتہم

الحمد للّٰہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد !

ہمارے ادارہ دارالعلوم صدیقیہ (نلہیڑ ہ انبت پور) میں طلباء عزیز کی تعلیم کی فکر کے ساتھ ان کی تربیت پر خاص توجہ دی جاتی ہے، یہ ان بزرگان دین کے نام کی برکت اوران کے قدوم میمنت کا صدقہ ہے جن کی یاد میں یہ ادارہ قائم ودائم ہے، اورضوفشاں ہے، اسی پس منظر میں ہمارے یہاں ایک پروگرام ''مناجات''، تعلیم سے قبل ہر روز منعقد ہوتا تھا، جس میں طلباء کی ذہن سازی اورفکری تربیت کی جاتی تھی طلباء اپنی درسگاہوں میں اس حالت میں جاتے کہ ان کے اندر ایک اسپرٹ اور کچھ کرنے اور بننے کا جذبہ رواں دواں ہوتا، اس چیز کی ذمہ داری ہم نے اپنے ادارہ کے لائق وفائق استاد جناب مولانا مفتی سید محمد ریاض ندوی کو دے رکھی تھی جن پر مجھے اطمینان اورشرح صدر تھا، اوروہ اپنے کاموں سے میری خوشی کا باعث بنتے تھے، فعال و متحرک، صلاح وصلاحیت جن کے چہرہ سے چھلکتی تھی، ان کے عمل وکردار میں عالی نسبت سادات کا عکس جھلکتا تھا، ہمارے دارالعلوم میں مدت تدریس کے دوران انہوں نے اپنے تیئں میرے اعتماد واعتبار کو مجروح نہ ہونے دیا، بلکہ اضافہ ہوتا گیا، الحمدللہ یہ ذمہ داری بھی انہوں نے جس تندہی اور جفاکشی کے ساتھ انجام دی ہے، کم ازکم ہمارے ادارے میں وہ ان کا

امتیاز ہے، مضامین کا انتخاب، زبان کی چاشنی اور اسلوب دل اثر ایسا کہ دل چاہے پڑھتے چلے جائیں، انہوں نے طلباء کی تربیت کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ مضامین قلم بند کئے اور یہاں پروگرام میں میری موجودگی میں سنائے گئے جن سے طلباء ہی کو نہیں بلکہ اساتذہ کو بھی فائدہ پہنچا اور طلباء کے اندر اپنی تعلیم کی تئیں دلچسپی ولگن، محنت کا شوق وجذبہ اور تعلق مع اللہ کی صفت اجاگر ہوئی، یہ مضامین جب بقدر اشاعت ہوگئے تو ان کی اشاعت کا خیال آیا اب مولانا مفتی سید محمد ریاض ندوی ان کو اپنے ادارہ مرکز الدعوۃ والبحوث الاسلامیۃ (جامعۃ الحسنین) سے شائع کر رہے ہیں۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی اس کے نفع کو عام و تام فرمائے اور موصوف محترم سے خوب کام لے، میں شب و روز اپنے مدرسہ کے مخلصین اور دینی کام کرنیوالوں کو اپنی دعا میں یاد رکھتا ہوں۔

محمد اکرام قاسمی

ناظم دارالعلوم صدیقیہ نلہیڑہ

۲۵/۷/۱۴۴۲ھ مطابق ۱۰/مارچ ۲۰۲۱ء

11

تقریظ

حضرت مولانا سیف الدین صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ !

عربی مقولہ ہے ”الشباب عماد الأمة فی نهضتها“ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ نوجوان نسل جس قدر تہذیب یافتہ، شائستہ اور تعلیم یافتہ ہوگی اسی قدر کسی بھی قوم وملت کا مستقبل تابناک اور تابندہ ہوگا، اس لئے نوجوان نسل خاص کر طلباء کی تربیت، شخصیت سازی، فکر سازی، ذہن سازی اور رہبری بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔

المیہ یہ ہے کہ طلبہ کو جتنا پانی ملنا چاہئے وہ عموماً نہیں ملتا اور تعلیم وخواندگی کے سنہرے دور میں ان کی فکری نشو ونما اور تربیت پر کما حقہ محنت اور عرق ریزی نہیں ہوتی، نتیجتاً ان میں خودرو وغیر سنجیدہ افکار پیدا ہوتی ہیں، لہٰذا ضرورت ہے کہ طلبہ کی تحریک وتنشیط بارہا کی جائے، ان کی سوچ اور فکر کو صحیح رخ دیا جائے، اسی ضرورت کے پیش نظر ہمارے متقدمین حضرات علماء نے آداب متعلّمین کے موضوع پر خاصا لکھا ہے اور مختلف انداز واسالیب میں مختلف ادوار میں بہت کچھ لکھا گیا ہے، خطیب بغدادی کی ”الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع، الفقیه والمتفقه“ زرنوجی کی ”تعلیم المتعلم“ شوکانیؒ کی ”آداب الطالب“ آجری کی ”اخلاق العلماء“ ابوالحسن قابسی کا ”الرسالة المفصلة لأحكام المتعلّمين“ ابن جماعہ کی ”تذكرة السامع والمتكلم“ محمد ابن سحنون کی ”آداب المعلمين“ اور امام نوری کا

"المجموع" کا مقدمہ "آداب العالم والمتعلّم" اس موضوع پر زندہ جاوید نمونے ہیں، متأخرین نے بھی اس ضرورت کا ہمیشہ احساس کیا اور نسل نو کے لئے زادراہ فراہم ضرور کیا۔

زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، جدید چیلنجز کے پیش نظر طلباء کے لئے ضروری ہدایات، مفید تجاویز اور قیمتی مضامین کو خوبی اور انضباط کے ساتھ جمع کر کے طلبہ کے لئے ایک تحفہ تیار کرلیا گیا ہے، قابل مبارکباد اور لائق ستائش ہیں مولانا مفتی سید محمد ریاض ندوی کی یہ کاوش جس کا اسلوب آسان ہونے کی وجہ سے طالبان علوم نبوت اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ پاک اس کے نفع کو عام وتام فرمائے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کتاب کے ذریعہ مؤلف کے نامہ اعمال کو مزید بارونق بنائے۔(آمین یارب العالمین)

کتبہ

سیف الدین اسلام پوری

بانی ومہتمم

جامعۃ العلوم گڈھا ہمت نگر سابرکانٹھا، گجرات

۲۲/رجب المرجب ۱۴۴۲ھ

۶/مارچ ۲۰۲۱ء بروز سنیچر

تصدیر 12

حضرت مولانا محمد ناظم صاحب ندوی دامت برکاتہم العالیہ
رئیس المعہد الاسلامی مانک مئو، سہارنپور، یوپی

دنیا کو یہی امید ہے کہ اس گئے گذرے اور عالمی فتنہ فساد کے دور میں بھی انہیں بوریہ نشینوں کے ذریعہ ہی علم کی شمع روشن اور ظلمت کدۂ دنیا میں چراغاں ہوگا، اور اقبال مرحوم کے اس تاریخی نظریئے: ؎

اسی دریا سے اٹھتی ہیں وہ موج تند و جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ و بالا

کی تعبیر ''شجر عرفان'' کی شکل میں نمودار ہوتی رہے گی اوران کی ضیاء بار کرنوں سے عالمگیر تاریکی دور ہوگی، قطرہ سے سمندر دیکھنے والے یہی امید لگائے بیٹھے ہیں کہ مٹھی بھر خستہ حال لوگوں کے جنون یقین سے انسانیت کی مضمحل روح سرشار ہوگی اور انہیں سے علمی زوال کو معراج عطا ہوگی، اور یہی آنے والے فتنوں کا ادراک کرکے ان کے چیلنج سے نبرد آزما ہونگے اوران کے وجدان میں خیالات مواج بن کر تلاطم برپا کریں گے: ؎

گفتار کے اسلوب پر قابو نہیں رہتا
جب روح کے اندر متلاطم ہوں خیالات

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن مرحوم نے گرچہ عصری علوم سے وابستہ افراد میں بھی اپنے خوابوں کی تعبیر تلاش کی تھی اوران کے لئے بھی اپنا درددل پیش کیا تھا، ایک صدی قبل علی گڈھ کے اجلاس میں اسکول وکالجوں کے ہونہار طلبہ کو اپنا درد بانٹنے کی کوشش کی تھی۔

لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج کے اس گلو بلائزیشن دور میں اگر ہم خفتہ دلوں پر دستک دینے اورافسردہ امنگوں کو بیدار کرنے میں کامیاب ہوگئے، اورحدیث درددل نے ان کے قلوب کو جھنجھوڑ ڈالا، تو وہ ان طغیانی فتنوں اور زنجیر کے حلقوں میں اپنے چراغ کو روشن رکھیں گے اور دنیا کے سامنے اپنا مشن و پیغام رکھ کر انہیں مقام انسانیت یاد دلاتے رہیں گے۔

برادرم جناب مفتی سید محمد ریاض صاحب ندوی نے ان طالبان علوم نبوت کو ان کا مقام یاد دلانے اور آج کے مایوس دلوں میں امیدوں کے چراغ روشن رکھنے کی یہ کوشش کی ہے، خدا کرے ہمارے علم دوست اور شاہین صفت جوانوں میں مولانا کے دل کی دھڑکن اور ان کی نصیحتوں کی تاثیر سمٹ آئے اور وہ ستاروں کو گرد راہ سمجھ کر اپنی منزل کی تلاش میں سرگرم عمل ہوجائیں۔آمین

محمد ناظم ندوی

رئیس المعہد الاسلامی مانک مئو، سہارنپور

۲۵/۷/۱۴۴۲ھ مطابق ۱۰/مارچ ۲۰۲۱ء

13

اظہار حقیقت

حضرت مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی دامت برکاتہم
رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور

جس طرح کسی مکان کی حقیقی اور جسمانی تاسیس میں بنیاد کے پتھر کی ایک حیثیت ہوتی ہے، اسی طریقے سے روحانی، علمی اور دعوتی کاموں میں بھی بنیاد کے پتھر کی اہمیت ہوتی ہے یہ بنیاد کا پتھر چاہے مادی معاون کی شکل میں ہو، روحانی معاون کی شکل میں ہو، یا کسی اور شکل میں ہو، ہر طرح قابل تعریف، لائق ستائش اور قابل قدر ہوتا ہے۔

جب راقم نے ۲۰۰۱ء میں مرکز احیاء الفکر الاسلامی کی بنیاد رکھی اور اس میں طلباء کی تعلیم وتربیت کا بندوبست ہوا، طلبہ کے وارثین نے اپنے جگر گوشوں کی علمی پیاس بجھانے کے لئے اس کی جانب رخ کیا، ان آنے والوں میں ایک چھوٹا سا بچہ جو حافظ قرآن تھا اس نے بھی شعبۂ عربی کے درجہ اعدادیہ میں داخلہ لیا وہ بچہ سید محمد ریاض تھا جو مرکز کی تعلیمی تاریخ میں بنیاد کے پتھر کے مانند ہے، جس نے اکیلے ہی درجہ اعدادیہ سے اپنا سفر شروع کیا اس طرح انہوں نے ثانویہ خامسہ تک کا سفر چار سالوں میں پورا کیا، اس کے بعد انہوں نے المعہد الاسلامی مانک مئو میں عالیہ اولی اور عالیہ ثانیہ تک پڑھا، پھر ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا، وہاں عالیہ ثالثہ اور عالیہ رابعہ کر کے عالمیت سے فراغت کی، پھر دو سال میں تخصص فی الفقہ والافتاء کا کورس کیا، اس دوران انہوں نے اپنی مادر علمی سے برابر رابطہ رکھا، قلم سے ان کا تعلق زمانہ طالب علمی سے ہی رہا بلکہ ہمارے ادارہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد سے نکلنے والے ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے چوتھے شمارہ میں ان کی قلمی کاوش سامنے آئی، اس کے بعد وہ برابر لکھتے رہے۔

دار العلوم ندوۃ العلماء کی جانب سے اساتذہ کی تربیت کے لئے ہمارے یہاں ایک پروگرام منعقد ہوا تھا اس میں عزیزم کی قلمی کارکردگی پر سامعین نے ان کے پیش کردہ مقالات کو بہت سراہا اور بے حد پسند کیا اس کے بعد وہ ملک کے معرف مجلّات میں شائع بھی ہوا اس طرح انہوں نے مسلسل مشوروں سے اپنا تعلیمی سفر جاری رکھا ،فراغت کے بعد دوسال مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں تدریس کی خدمات بھی انجام دیں ،اس کے بعد دار العلوم صدیقیہ نلہیڑہ میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا لکھنے پڑھنے کا اچھا اور صاف ستھرا ذوق ان کے اندر پیدا ہوا دار العلوم صدیقیہ میں تعلیمی وتربیتی ماحول کو بنانے اور سنوارنے میں انہوں نے اپنے جوہر دکھائے طلبہ عزیز کی تربیت کے لئے لکھے گئے یہ وہ برجستہ تربیتی مضامین ہیں جو وہاں پروگرام میں طلبہ عزیز کو سنائے گئے ،جب یہ تربیتی مضامین ایک رسالہ کے بقدر جمع ہو گئے ،تو ان کو ان کی اشاعت کا خیال آیا چنانچہ انہوں نے ان مضامین کو ترتیب دے کر کتابی شکل میں تیار کر دیا ان کا یہ مجموعہ مضامین بنام ’’اپنی دنیا آپ پیدا کر‘‘ راقم کے سامنے ہے راقم نے جستہ جستہ ان مضامین کو دیکھا ،تو یہ طلباء کے لئے بے حد مفید معلوم ہوئے انہوں نے راقم سے اس مجموعۂ مضامین پر کچھ لکھنے کے لئے کہا ، میں نے بخوشی یہ چند سطریں لکھ دی ہیں ،اللہ تعالی قبول فرمائے اور اس رسالہ کو تعلیمی وتربیتی میدان میں کام کرنے والوں کے لئے مفید بنائے اور عزیز موصوف کو مزید دینی علمی اور تحقیقی کام کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

وما ذلك على الله بعزيز

والسلام

محمد مسعود عزیزی ندوی
رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد

۲۶/۷/۱۴۴۲ھ
۱۰/مارچ ۲۰۲۱ء

14

ترحیبی کلمات

حضرت مولانا مشہود السلام صاحب ندوی دامت برکاتہم

استاد کلیۃ اللغۃ العربیۃ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

کامیاب زندگی کے لئے تعلیم سے زیادہ تربیت اہم ہے، تعلیم اس وقت تک مفید نہیں ہوسکتی، جب تک اس کے ساتھ صحیح اور با مقصد تربیت نہ ہو، اور تعلیم و تربیت دونوں لازم وملزوم ہیں ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ایک کو اختیار کرکے دوسرے سے استغناء برتا جا سکتا ہے، تعلیم سے معلومات میں اضافہ، مسائل و احکامات اور چیزوں کی دریافت اور نتائج علم کے عمل کا فائدہ ہوتا ہے، جبکہ تربیت کا فائدہ ومقصد حاصل شدہ معلومات سے فائدہ اٹھانے کی استعداد پیدا کرنا، لیاقت و قابلیت کو بڑھانا صحیح علم سے حاصل شدہ معلومات کو برتنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو عمل میں ڈھالنے کا جذبہ پیدا کرنا ہوتا ہے اور بلاشبہ علم صحیح اور صحیح تربیت دونوں ہماری فطری ''ضرورت'' ہیں اسی لئے خالق فطرت نے انبیاء ورسل خصوصاً محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام علم وعمل اور دونوں کی تعلیم یا تعلیم و تزکیہ دونوں کا فائدہ پہنچانا تھا "یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم" چنانچہ صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں میدانوں میں کسب فیض کیا، نتیجتاً ان سے ایسے ایسے خوشگوار کارنامے اور ایسے صالح انقلابات رونما ہوئے جن پر تاریخ رہتی دنیا تک فخر کرتی رہے گی، اس لئے صحیح تعلیم کے ساتھ صحیح تربیت اور تزکیہ بھی ہماری ضرورت ہے، تربیت کے بغیر تعلیم کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بجلی کی وائرنگ کردی جائے لیکن اس میں بجلی سپلائی نہ ہو چنانچہ کرنٹ (بجلی) کے بغیر جس طرح محض وائرنگ کچھ مفید نہیں اسی طرح تربیت کے بغیر تعلیم کچھ مفید

نہیں اسی طرح ایک کو دوسرے سے جدا کردینے سے ان کی کارکردگی اور تاثیر مہمل بلکہ مضر ہوجاتی ہے اور مشاہدہ ہے کہ ایسا علم جو بغیر صحیح تربیت اور بغیر صحیح تزکیہ کے ہو خود صاحب علم کیلئے یہی مضرت رساں ہوتا ہے، اور دوسروں کیلئے بھی وبال جان کا سبب بنتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں تعلیم کے اہتمام کے ساتھ اس علم پر عمل صادق بنانے کی تدبیریں اختیار کی گئیں، خانقاہوں کا نظام، مواعظ، تقریر وخطابت اور تذکیر کے لئے اس موضوع پر تصنیف وتالیف کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے چنانچہ طالبان علوم نبوت کی تذکیر کیلئے اور اپنے حاصل کردہ علم پر انہیں آمادۂ عمل بلکہ سرگرم عمل بنانے کے لئے رہنما کتابیں لکھی گئیں۔

اس سلسلہ میں مولانا حبیب الرحمان شیروانیؒ کی ''علماء سلف'' حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ کی ''آداب المتعلّمین'' مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی ''پاجا سراغ زندگی'' جیسی اہم کتب کے نام لئے جاسکتے ہیں اسی طرح اساتذۂ کرام اس مقصد کیلئے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ کی خودنوشت سوانح اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات کے مطالعہ کی تلقین بھی کرتے ہیں۔

بہرحال! تعلیم کے ساتھ تربیت کی فکر وکوشش اور اس کے لئے ممکنہ تدابیر اختیار کرنا ایک مبارک اور قابل ستائش عمل ہے، زیر نظر کتاب ''اپنی دنیا آپ پیدا کر'' بھی اس مبارک سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، جس کے ذریعہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نوجوان فاضل مولوی سید محمد ریاض ندوی سہارن پوری نے اس اہم، نازک اور مبارک عمل کو انجام دے کر ایک اچھی کوشش کی ہے، موصوف طالب علمی کے زمانہ سے ہی لکھنے لکھانے کا ذوق اور مزاج میں سنجیدگی وشرافت رکھتے ہیں، ندوہ کے زمانہ سے ہی وہ رابطہ ادب اسلامی کے سالانہ پروگراموں میں حصہ لیتے رہے اور مقالات لکھتے رہے، دعا ہے کہ ان کی مخلصانہ کوشش عنداللہ مقبول ہو اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ والسلام

مشہود السلام ندوی
کلیۃ الشریعۃ واصول الدین ندوۃ العلماء لکھنؤ

15

میری نظر میں

مولانا مفتی سید محمد فاروق صاحب ندوی کھجناوری
مہتمم جامعۃ الحسنین، صبری پور، مظفر آباد

حامداً و مصلیا اما بعد!

جو چیز جتنی زیادہ قیمتی ہوتی ہے، اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اتنی ہی بڑی ہوتی ہے، اس کی حفاظت کیلئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے، جہاں پر اس کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوسکتا ہو، اور اس کے وجود کی سلامتی کے تمام اسباب موجود ہوں، یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے بھی اوجھل رکھنے کی بسا اوقات کوشش کی جاتی ہے، اگر اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو بوقت ضرورت دوسرے کی مدد سے بھی گریز نہیں کیا جاتا، انسان کا یہ عمل تو ان اشیاء کے تئیں ہوتا ہے، جو بے جان و بے حس وحرکت ہوتی ہیں انکا بدل دنیا میں اس سے بہتر بھی مل سکتا ہے، کوئی اس کو ضائع کردے تو اس کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کر کے وہ نہیں تو اس کا معاوضہ وصول کیا جاسکتا ہے، حالانکہ اگر وہ ہلاک ہوجائے تو اس کا نقصان ایک یا چند افراد تک ہوتا ہے۔

لیکن ایک ایسی شئی جس کا وجود نہ صرف چند افراد، چند خاندان و قبیلے اور چند ممالک کے لئے بلکہ پوری امت کے بقاء کا ضامن ہے، اگر اس کے وجود کو کوئی خطرہ لاحق ہو تو پوری قوم وملت کے لئے خسارہ ہی نہیں بلکہ تباہی و بربادی کا شاخسانہ ہوسکتا ہے، وہ شئی کل عالم کے خزانوں سے قیمتی اور وزنی ہے، ہیرے جواہرات، سونے و چاندی کی حیثیت اس کے سامنے شئی قلیل کی بھی نہیں اور وہ شئی مدارس اسلامیہ میں موجود مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ جماعت ہے، جو مدارس و مکاتب اور جامعات کو امانۃً سپرد کی جاتی ہے، چونکہ مدارس اسلام

کے وہ قلعے ہیں، جن کی چہار دیواری سے دین کی حفاظت کا راز وابستہ ہے جو نہ صرف پوری دنیا کے وجود کا بلکہ اس کی سلامتی کا بھی ضامن ہے۔

یہ عین حقیقت ہے کہ اس امت کا مستقبل اسی نسل نو سے وابستہ ہے، جو دینی وعصری اداروں وجامعات میں زیر تعلیم ہے اس لئے اداروں سے وابستہ ماہرین علم وفن دانشوران قوم وملت کا ان کے مستقبل کو بنانے اور اسلامی اخلاق وآداب سے مزین کرنے میں اہم کردار ہوتا ہے، وہ اپنے علمی افکار ونظریات اور تجربات کی روشنی میں انکی تربیت کا جو خاکہ تیار کرتے ہیں اس میں یہ نونہالان امت زندگی بسر کرتے اور پرورش پاتے ہیں چنانچہ جہاں دینی علمی اور روحانی اداروں میں وہ مصلحین امت جنم لیتے ہیں، جو ایک جانب راتوں میں شب بیداری کرتے ہیں اور دنوں میں وہ مردمیداں ہوتے ہیں جو قول کے ساتھ کردار کے غازی ہوتے ہیں جنکے قلوب معرفت الٰہی سے مجلّٰی ہوتے ہیں، جن کے اندر ایمان کی وہ قوت ہوتی ہے، جس کے سامنے باطل تھرتھرا اٹھتا ہے، جو صداقت وعدالت اور شجاعت وبہادری کا مجسم نمونہ ہوتے ہیں، دوسری جانب وہ ادارے ہیں جن کی بنیاد محض مادیت پر ہے جن کا کردار جگ ظاہر ہے، اگر یہ کہا جائے تو بجا ہے کہ ان کا کردار نسل کشی سے کچھ کم نہیں، اکبر الہ آبادی نے اسی کی ترجمانی کی ہے:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اب جب کہ اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں ہر گھر بلکہ تمام مکاتب ومدارس تک فتنے پہنچ چکے ہیں اور ہر لمحہ آزمائش بن کر سامنے کھڑے ہیں، تو دینی مدارس کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے، جبکہ وہ ملت کے اس قیمتی سرمایہ کی حفاظت کے تئیں اپنی فعالیت کا ثبوت دیں، اور ان کے تعلق سے ایسا مربیانہ کردار پیش کریں انکے اندر فکر ویقین کی بلندی اور ایمان ویقین کی وہ قوت پیدا کریں، کہ وہ "اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون" کی عملی تفسیر ہوں، وہ جدید آلات ووسائل سے واقف اور ان کو اسلام کے مفاد میں استعمال کرنیکا ہنر جانتے ہوں دنیا کی رنگینیوں سے ان کی نگاہیں خیرہ نہ ہوں اگر اس

سرمایہ کی حفاظت نہ کی گئی، تو امت کا مستقبل خطرہ میں ہے، کیونکہ یہ وہ سرمایہ ہے جس کا بدل پوری دنیا پیش نہیں کرسکتی، اگر اس کو کچھ گزند پہنچی تو اس کا خسارہ پوری امت کو بھگتنا ہوگا۔

مبارکباد کے مستحق ہیں برادر عزیز مولانا مفتی سید محمد ریاض ندوی کہ انہوں نے وقت کی 16
نزاکت کو سمجھتے ہوئے یہ مبارک قدم اٹھایا، اور اپنے مخصوص البیلے انداز میں طلباء کے لئے ایسا قیمتی اور مفید مواد جمع کردیا، جو ان کے لئے یقیناً مشعل راہ ثابت ہوگا، ان مضامین میں طلباء کے اندر ایک بلند تعلیمی عزم، حوصلہ اور شوق کی تمنا جگائی گئی ہے جو مخلص رہبر کا کردار پیش کرے گی، موصوف میرے تایازاد ہونے کے ساتھ ساتھ رفیق درس بھی ہیں، ابتدائی تعلیم سے لیکر دارالعلوم ندوۃ العلماء تک ہم نوالہ وہم پیالہ رہے ہیں، اللہ تعالی نے موصوف کو حساس دل اور باغ و بہار طبیعت سے نوازا ہے، لکھنے کا بھی ذوق زمانہ طالب علمی سے رہا ہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں جمعیۃ الاصلاح کے تحت بزموں میں شریک ہوتے رہے، فراغت کے بعد مختلف ادبی و اصلاحی پروگراموں میں شرکت کا بھی ان کو موقع ملا، ادب اسلامی کے سیمیناروں میں مقالات لکھ کر باذوق اہل علم وادب سے داد تحسین حاصل کرچکے ہیں، خاندانی شرافت ونجابت کے ساتھ ساتھ علماء وصلحاء اور اکابرین و بزرگان دین سے محبت اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہونے کی سعادت بھی اللہ نے ان کو عطا فرمائی ہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں دوران تعلیم داعی الی اللہ حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ سے موصوف کا گہرا اور قلبی تعلق تھا اور مولانا کی مجالس میں کچا احاطہ (امین آباد) جاتے اور ان کی مجالس سے فیض اٹھاتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی موصوف کی اس پہلی کاوش کو قبول فرمائے ان کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور طلباء کے لئے شب تاریک میں قندیل رہبانی کا کام دے، ان کے زبان وقلم کو اسلام کی نشر واشاعت کا ذریعہ اور اس کا بے باک ترجمان بنائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ

سید محمد فاروق ندوی
مہتمم جامعۃ الحسنین صبری پور

اپنی بات

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم!

یہ حقیقت ہے کہ مدارس اسلامیہ حفاظت دین کے مضبوط قلعے اوراشاعت اسلام کے مؤثر وسیلے ہیں،امت مسلمہ پر جب بھی کوئی نازک دورآیایاان کے دینی وملی وجودکوکوئی خطرہ لاحق ہواتوانہی درسگاہوں میں پڑھے ہوئے جدیدفتنوں سے آشنابوریہ نشیں ارباب صفاپیش پیش رہےاوراس کا مقابلہ کرکے یاتو شکست فاش دی یاجان جان آفریں کے سپردکردی،خود ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ میں جتنے بھی علمی ومذہبی فتنے اٹھے،اوردین وایمان کی سلگتی ہوئی چنگاریوں کو بجھانے کی کوشش کی گئی،ان دینی درسگاہوں نے ہمیشہ دین وایمان کے تحفظ کے لئے قلعہ کا کام کیا،اوران قلعوں سے دین وملت کی پاسبانی کرتے رہےلیکن کف افسوس کہ اب ان شاہین بچوں کواپنے مقام بلندکا احساس تک نہیں یہ پہاڑوں کی چٹانوں میں بسیرا کرنے کے بجائے قصرسلطانی کے گنبدپراپنانشیمن بنانے کی فکرمیں لگ گئے ہیں: ؎

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر

توشاہیں ہےبسیراکرپہاڑوں کی چٹانوں میں

یہی وجہ ہے کہ مدارس کی وہ دینی اخلاقی اورروحانی خصوصیات ایک ایک کرکے رخصت ہوتی جارہی ہیں،جن کے لئے ان کا قیام عمل میں آیاتھا،اورجوان کاطرۂ امتیازتھا،شایداسی صورتحال کے پیش نظرعلامہ اقبال چیخے اورچلائے تھے: ؎

اٹھامیں مدرسہ وخانقاہ سےغمناک

نہ زندگی،نہ محبت،نہ معرفت،نہ نگاہ

ان خصوصیات کے مٹنے سے نہ صرف یہ کہ دین کی روح کوصدمہ پہنچا،بلکہ اس کی وجہ سے

اہل دین کا وقار کم ہو گیا، اسلاف کسی مسجد، کسی چھپر یا درخت کے سائے میں بیٹھ کر پڑھا دیا کرتے، اور طلباء موٹا جھوٹا کھا کر آسمان کے نیچے ان سے پڑھتے مگر ان میں ہر ایک میدان علم وتقوی کا شہسوار اور آسمان علم کا مہر و ماہ ہوتا تھا۔

مگر ہمیں اس صورتحال سے مایوس نہ ہونا چاہیئے بلکہ جس طرح ممکن ہو، اپنی صلاحیت وقوت کے لحاظ سے اس صورتحال کو بدلنے اور ان مدارس میں ایک نئی روح پھونکنے، ایک نئی زندگی اور وسعت نظری پیدا کرنیکی ضرورت ہے، اور نئی ضرورتوں و نئے چیلنجز کے حساب سے ان کا دائرہ بڑھانے کی فکر کرنی چاہیئے، نت نئے تقاضوں اور فتنوں کا ادراک کرانا ہمارا فرض منصبی ہے، اس لئے کہ اب بھی اخلاص وللّٰہیت کی کوئی رمق، زہد وقناعت کی کوئی جھلک، خدا ترسی اور آخرت طلبی کا کوئی زندہ احساس، اعلائے دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کا کوئی جذبہ، ایثار وقربانی کی کوئی مثال اور متانت وتہذیب کی اگر کوئی حس باقی ہے، یا اس کی توقع ہے تو انہیں بوریہ نشینوں سے ہے، مدارس دینیہ کے اس خاکستر میں دین وایمان کی چنگاری سلگ رہی ہے، اگر ان کو ذرا ہوا دی جائے، تو یہ شعلہ بن کر بھڑک اٹھے گی:

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

آزادی سے پہلے ان مدارس کے فارغین نے استخلاص وطن کیلئے جدوجہد کی تھی، اب انہیں اپنے وجود اور اپنے بقاء کی لڑائی لڑنی ہے، پہلے وہ غیر ملکی حملہ آوروں سے لڑے تھے، اب اپنے متعصب اور تنگ نظر ہم وطنوں کے چیلنج کا مقابلہ کرنا ہے، ایسے موقعہ پر ضرورت ہے کہ ایسا گروہ تیار کیا جائے، جو علم ومعرفت، شعور وآگہی، ذکاوت حس، بالغ نظری، جذبہ صادق، عزم وحوصلہ، صبر واستقلال، بے لوث کردار، بے غبار اخلاص، بلندئ اخلاق، احساس ذمہ داری، اور خود اعتمادی میں سب سے زیادہ ممتاز ہو، جس کو اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس اور اپنے اصولوں کا پورا ادراک ہو، جو حکمت وبصیرت کے ساتھ اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہو، قیادت کیلئے صرف صلاح اور اخلاص کافی نہیں، بلکہ شعور کی بیداری اور

حکمت وبصیرت شرط اولین ہے، یہی گروہ اقوام وملل کی قیادت اور دنیا کی امامت کا حق رکھتا ہے: ؎

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اب ہمیں اس کی شدید ضرورت ہے کہ طلباء کی تربیت کے سلسلہ میں کوئی لائحہ عمل متعین کریں مرتب کریں، اور اسے باضابطہ بنانے کی کوشش کریں مدرسہ کے ماحول کو ایسا پاکیزہ بنانیکی کوشش کریں کہ اعمال صالحہ کی رغبت اور مکروہات ومنکرات سے نفرت پیدا ہو، طلباء کے فکر وعمل اور سیرت وکردار کی ایسی تربیت کی جائے، ان میں زیادہ سے زیادہ للّٰہیت اور آخرت طلبی کا جذبہ ہو، اعلی علمی لیاقت کیساتھ ان میں تزکیۂ نفس کی فکر اور ذکر ودعا کا شوق وذوق پیدا ہو اور وہ ادائے نوافل اور قیام لیل کے زیادہ سے زیادہ عادی بنیں، فکر ونظر کی بلندی کے ساتھ ان میں متانت، تواضع، سادگی اور قناعت پسندی آئے، ان میں اتباع سنت، دعوت دین اور احیاء سنت نبوی کا زندہ اور متحرک احساس پیدا ہو، ان میں محنت ومشقت اور خدمت خلق کا جذبہ زیادہ سے زیادہ ہو۔

ضرورت ہے ایسے رجال تیار کیئے جائیں جنھوں نے امت کی ڈوبتی اور ڈنواڈول کشتی کو ساحل تک پہنچانے میں نمایاں رول ادا کیا ہے، ان مدارس میں امت کے نونہالوں کو زمانہ کے نت نئے تقاضوں سے ہم آہنگ اور ان سے مقابلہ کی تدابیر سمجھانا اس وقت کی ضرورت ہے، ان کی نوک و پلک کو سنوارنا ہمارا فرض منصبی ہے، اور ایسی تربیت کی جائے کہ وہ معاشرہ کے اندر رہتے ہوئے اپنا ایک مقام اور اعلی منصب پر پہنچیں۔

پیش نظر مضامین دراصل اب سے تین سال پیشتر اتراکھنڈ کی ممتاز تعلیم گاہ دارالعلوم صدیقیہ میں تدریس کے دوران اسی فکر کو سامان رکھ کر تحریر کیئے گئے تھے، میں دعا گوہوں کہ جس جذبہ کے ساتھ یہ مضامین تحریر کیئے گئے اللہ تعالی اس کا مطالعہ کرنے والوں کو ان سے چمٹادے اور عمل کی توفیق سے نوازے، اس موقعہ پر میں تہہ دل سے شکرگزار ہوں مرشدالامت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کا جنھوں نے اپنی نقاہت اور کمزوری کے باوجود مقدمہ تحریر فرما کر میری محنت میں چار چاند لگائے اور اس کو سند عطا کی، حضرت مولانا ڈاکٹر
18 سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی دامت برکاتہم کا جنھوں نے بیش قیمت اور اہم تقریظ ثبت فرمائی اور اس کے حسن کو دوآتشہ کیا، اور حضرت مولانا سیف الدین صاحب مدظلہ العالی جنھوں نے اتنے عوارض کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کتاب کے لئے وقیع تحریر ارسال کی، اور یہ بھی بہتر نہیں کہ اس محسن (حضرت الحاج قاری محمد اکرام صاحب قاسمی) اور ان کے صاحبزادے جناب مولانا مفتی مستجاب الرحمٰن قاسمی ندوی کو فراموش کر دیا جائے جنھوں نے یہ مضامین لکھنے کا موقع دیا اور تحریض وتحسین سے نوازا، وہ ہمیشہ میری تحریروں پر خوشی کا اظہار فرماتے، اور میرے مربی اساتذۂ کرام جنھوں نے قلم پکڑنا سکھایا، اور ان کی توجہات کی بدولت آج یہ کام سامنے آیا، جن میں استاذ الاساتذہ حضرت الحاج مولانا محمد ناظم صاحب ندوی دامت برکاتہم اور معمار نسل نو حضرت مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی دامت برکاتہم اور عالم اسلام کی مردم خیز ومردم ساز درس گاہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے بافیض استاذ جناب مولانا مشہود السلام صاحب ندوی جنھوں نے اس کتاب کے لئے قیمتی وتأثراتی تحریر عنایت فرمائی اور برادر عزیز مولانا سید محمد فاروق ندوی مدظلہ العالی جو شب وروز میرے ساتھ خدمت دین میں مصروف عمل ہیں اور وہ میرے محبین ومخلصین جو میرے علمی کاموں پر خوشی کا اظہار فرماتے اور شانہ بشانہ رہتے ہیں، اور ہمارے ادارہ جامعۃ الحسنین کے لئے شب وروز کوششیں کرتے ہیں، خدا تعالی اس کاوش کو اپنی رضا کا پروانہ عطا کر کے قبولیت کے شرف سے سرفراز فرمائے۔ والسلام

۲۹؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ — سید محمد ریاض ندوی

۱۳؍مارچ ۲۰۲۱ء — وارد حال: جامعۃ الحسنین صبری پور

علم محنت کا متقاضی

علم اللہ کی عظیم نعمت

علم اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے،اس نعمت عظمیٰ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ پہلی وحی میں بھی تعلیم وتعلم کا تذکرہ خدائے عزوجل نے فرمایا:"اقرأ باسم ربك الذى خلق" (سورۃ العلق) اسی وجہ سے اس پر دونوں جہاں کی کامیابی وسرخروئی کا دارومدار ہے،اس کا حاصل کرلینا ہرکسی کے بس کی بات نہیں، یہ دولت طاقت وقوت کے بل بوتے پرنہیں، نہ وجاہت کے زور سے، نہ مال وزر کی قوت سے، نہ اعلیٰ دماغ ہونے کی وجہ سے حاصل ہوسکتی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے، اس کی عطاء ونوازش ہے،اس کا احسان ہے،اس کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا انتخاب فرماتے ہیں،اوران کوزیورعلم سے آراستہ کرتے ہیں۔

شرعی علم انبیاء کی میراث

کیونکہ علم نبوت کی میراث ہے،حدیث شریف میں آتا ہے:"العلماء ورثة الانبياء، وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولادرهما، انماورثوا العلم فمن أخذه أخذ بحظ وافر" (رواہ الترمذی) علماءدین انبیاء کے وارث ہیں،اورانبیاءاپناورثہ کسی دینارودرہم کی صورت میں نہیں چھوڑتے، وہ اپناورثہ صرف علم دین کی صورت میں چھوڑتے ہیں،جس نے دین کا علم حاصل کرلیااس نے پوراحصہ پالیا،ایک جگہ قرآن پاک میں ارشادہے:"يؤ تى الحكمة من يشاء و من يؤ تى الحكمة فقد أو تى خيرا كثيرا" (سورۃ البقرۃ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں حکمت علم عطا کرتے ہیں اور جسے حکمت کی دولت مل گئی اسے خیر کثیر مل گئی اور حدیث

شریف میں ہے:"من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقہ فی الدین، وانما انا قاسم واللّٰہ یعطی" اللہ تعالیٰ کوجس کے ساتھ بھلائی منظور ہوتی ہےاس کودین کی سمجھ عطا کرتے ہیں اور حقیقت تو بس یہ ہے کہ میں تو صرف بانٹتا ہوں اور عطا کرنے والے صرف اللہ تعالیٰ ہیں، ایک روایت میں ہے، 19
اللہ تعالیٰ محشر میں اپنے سب بندوں کو جمع فرمائیں گے، پھران میں سے علماء کوایک ممتاز مقام پر جمع کر کے فرمائیں گے، میں نے اپنا علم تمہارے قلوب میں اسی لئے رکھا تھا کہ میں تم سے واقف تھا، میں نے اپنا علم تمہارے سینوں میں اس لئے نہیں رکھا کہ تمہیں عذاب دوں، جاؤ میں نے تم سب کی مغفرت کردی۔

علم شرعی مغفرت کا سبب

اسماعیل ابن رجاء کہتے ہیں کہ میں نے امام محمدؒ کوخواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا: "مافعل اللّٰہ بك؟" اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ امام محمدؒ نے فرمایا، اللہ نے میری مغفرت کردی پھر فرمایا اے محمد، اگر میں تمہیں عذاب ہی دینا ہوتا، تو تمہارے سینے میں یہ علم کی دولت نہ رکھتا، میں نے پوچھا، ابو یوسفؒ کہاں ہے، انہوں نے کہا، ہم سے دو درجہ اوپر، میں نے کہا ابوحنیفہ، فرمایا ان کا مقام تو بہت ہی اونچا ہے، وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔

علم حاصل کرنے میں اکابرین کی محنت

اور جب یہ علم اتنا عظیم اوراس کی قدر و وقعت اتنی اہم ہے تو اس کو سیکھنے کے لئے بھی سخت محنت درکار ہے، جو اپنے آپ کو کھپاتا ہے، دن رات کتابوں میں گذارتا ہے، شب وروز قرآن پاک کے علاوہ اس کوکوئی کام ہی نہیں، تب جا کر وہ ایک اچھا حافظ قرآن بنتا ہے، تب جا کر وہ ایک اچھا عالم دین بنتا ہے، لیکن آج کل ہمارے طلباء کی علمی افسردگی اور عملی واخلاقی حالت کو دیکھ کر بڑا رنج ہوتا ہے، جبکہ انہی درسگاہوں سے ہمارے اکابرین واسلاف بن کراور چمک کر نکلے ہیں، آسمان علم وہدایت کے آفتاب وماہتاب بنے ہیں، جبکہ اس وقت وسائل کم تھے، آج

زیادہ، اس قدر سہولت وآسانی اور فراوانی اسباب کے باوجود آج کا یہ حال ہے، کہ پورا سال گذر جاتا ہے، کتابوں سے مناسبت تک پیدا نہیں ہو پاتی، عبارت تک صحیح نہیں پڑھ پاتے، املاء تک درست نہیں جبکہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مواعظ میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ اسحاق صاحبؒ کے یہاں بخاری شریف کا درس ہوتا تھا، اور کتاب کا صرف ایک نسخہ تھا، سب اس سے نقل کر کے پڑھتے تھے۔

ہمارے اسلاف واکابرین انہی درسگاہوں سے تعلیم حاصل کر کے نکلے، جن کی صلاحیت وقابلیت کے چرچے ہر سو تھے ان کے علم وعمل کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی تھی، اور انہوں نے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے، کہ دنیا حیرت کر رہی ہے، پھر کیا وجہ ہے؟ کہ آج وہ صلاحیت پیدا نہیں ہو رہی ہے، آخر کیوں طلبائے مدارس میں علم کی کمی کا فقدان ہے۔

حکیم الامتؒ کا فرمان

عزیزو! حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے، کسی بھی کام میں حقیقت پیدا کرنے کے لئے، مہارت تامہ واختصاص کے لئے دو چیزیں ہونا ضروری ہیں۔

(۱) تحقق شرائط: یعنی اس کام کو کرنے میں اس کے جملہ شرائط وضوابط کو بروئے کار لانا۔

(۲) ارتفاع موانع: اس میں رکاوٹ ڈالنے والی بالکلیہ تمام چیزوں سے اجتناب و دوری، جب تک یہ دو چیزیں حاصل نہیں ہوتی، تب تک کسی بھی کام میں حقیقت وکمال پیدا نہیں ہوسکتا۔

اسلاف کے قابل بننے کی وجہ

چنانچہ ہمارے اسلاف کے قابل بننے کی وجہ یہی تھی کہ وہ اسی کے مطابق طالب علمی کی زندگی گذارتے تھے، آج بھی اگر حقیقت پیدا کرنی ہے تو بیدار مغزی کے ساتھ پیچھے مڑ کر اپنے اسلاف کی زندگی کا آئینہ دیکھنا ہوگا، اوران کی طالب علمانہ زندگی کے شرائط وموانع کو

سمجھ کران پر عمل پیرا ہونا پڑے گا، تب جا کر آپ حقیقی علم کی دولت سے بہرہ ور ہونگے اور وہ کارنامے انجام دو گے، جن پر تاریخ اور قوم وملت فخر کرے گی، آپ اسلاف کے نہج پر زندگی گذار کر کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں، یہ قصہ ماضی پر ختم نہیں ہوا، یہ کوئی ماضی کی خصوصیات 20
نہیں، بلکہ آپ بھی اس منزل پر بآسانی پہنچ سکتے ہیں، لیکن اس کے لئے حوصلہ رکھیئے، مقصد متعین کیجئے، آپ گھر سے نکلے اور سفر متعین نہیں، تو آپ بھٹک جائیں گے، راستوں کی بھول بھلیا میں گم ہو جائیں گے، لیکن آپ گھر سے ارادہ کر کے نکلے، فلاں جگہ جانا ہے، فلاں راستہ سے جانا ہے، فلاں سواری سے جانا ہے، تو آپ اپنی منزل مقصود تک بآسانی پہنچیں گے، آپ اپنی منزل مقصود متعین کریں، پھر اس کے بعد محنت شروع کریں، احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں، آپ کا احساس کمتری ایمانی کمزوری کی دلیل ہے، ضعف عقیدہ کی علامت ہے، اللہ تعالی کا فیض ہر وقت اور ہر زمانے میں برابر ہے، اس کی رحمت سے کچھ بعید نہیں، کہ آج بھی رازیؒ وغزالیؒ پیدا ہوں، بلکہ ہر زمانے میں پیدا ہوتے ہیں، اور آپ ہی میں سے پیدا ہونگے، آپ ہی کے اندر رازیؒ وغزالیؒ ہیں، ابن تیمیہؒ وحرائیؒ ہیں، حضرت شیخ الاسلامؒ اور حضرت شیخ الہندؒ جیسی شخصیات آپ ہی کے اندر موجود ہیں، لیکن آپ کو احساس نہیں، وہ احساس اگر آپ کا بیدار ہو جائے، آپ خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں، تو کچھ بعید نہیں، کہ آپ اسی مقام پر پہنچے، اور امت کی خاطر وہی عظیم قربانیاں انجام دیں اسی مقصد کو سامنے رکھ کر آپ دن رات محنت کیجئے، اللہ تعالی آپ کی محنتوں کو قبول فرمائے، آمین۔

علم میں یکسوئی کامیابی کی ضامن

علم حاصل کرنے کے آداب وشرائط

علم حاصل کرنے کے بہت سے آداب اور شرائط ہیں، جن پر عمل پیرا ہوکر طالب علم اپنی منزل مقصود تک پہنچتا ہے اور وہ مقام حاصل کرتا ہے جس کی تمنا اس نے کی ہو، ان میں سے ایک اہم یہ ہے، کہ طالب علم تمام چیزوں سے یکسو ہوکر تحصیل علم میں منہمک ہو جائے، اپنے آپ کو علم کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہ رکھے، آج کے زمانہ میں بے شمار نئی ایجاد کردہ اشیاء جن کی جانب انسان کا دل بے اختیار مائل ہوتا ہے ان سے بچنا اور احتیاط کرنا بہت ضروری ہے اور زیادہ تعلقات ہمیشہ علم سے محرومی کا سبب بنتے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "ما جعل الله لرجل من قلبين في جوفه" (سورۃ الاحزاب) اللہ تعالی نے کسی انسان کے دل میں دو دل نہیں بنائے۔

علم ایک بھی حصہ نہیں دیتا جب تک پورے طور پر حوالہ نہ کردو

ایک مقولہ ہے: "العلم لا يعطيك بعضه حتى تعطيه كلك" علم اس اقت تک تمہیں اپنا ایک حصہ نہیں دے سکتا، جب تک تم اپنے آپ کو پورے طور پر اسکے حوالہ نہ کردیں، جو دل مختلف فکروں میں بٹا ہو، اس کی مثال کھیت کی اس نالی کی طرح ہے جس کی ڈول بنی ہوئی نہ ہو، اس کے پانی کا کچھ حصہ ادھر ادھر نکل جاتا ہے، کچھ کو زمین جذب کرلیتی ہے، تھوڑا سا پانی رہے گا جو کھیت کے لئے کارآمد ثابت ہوگا اور نفع بخش ہوگا، اس طرح اگر طالب علم کا ذہن پورے طور پر اپنے علم میں یکسو نہ ہو، تو اس کا حال بھی وہی رہے گا، وہ علم میں کمال حاصل نہیں

کرسکتا، اس لئے طالب علم کو تمام چیزوں سے یکسو ہو کر پورے طور پر علم کے پیچھے لگے رہنا چاہئے، کسی اور جانب ذہن منتشر نہ ہو۔

21

زیادہ تعلقات علم سے محرومی کا سبب

طالب علمی کے دور میں زیادہ تعلقات تعلیم میں رکاوٹ اور اس میں ناکامی کا سبب بنتے ہیں، آج کے دور میں یہ چیز طلباء کے اندر بہت زیادہ بڑھ گئی ہے آپسی بات چیت ایک دوسرے سے زیادہ تعلقات میں طویل وقت ضائع ہوتا ہے، جس کا کوئی فائدہ نہیں یہاں تک کہ کسی کی غیبت کر کے گناہ میں نام لکھا جاتا ہے، یہ گناہ بے لذت ہے، اکثر طلباء کو دیکھا وہ لایعنی باتوں میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں، ایسی باتیں جن سے طلباء کو کوئی تعلق نہ ہونا چاہئے ان میں طویل وقت ضائع ہو رہا ہے ایک دوسرے سے ہنسی مذاق، بیجا گفتگو، بے تحاشہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے، نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے: "لاتکثر الضحك فان كثرة الضحك تميت القلب" (رواہ الترمذی) زیادہ مت ہنسو اس لئے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

زیب وزینت سے اجتناب ضروری

دوسرے طالب علمی کی زندگی میں اچھے لباس اور اس کی زیب وزینت پر بھی نظر نہ رہنی چاہئے، ہاں یہ بات ہے، لباس جو بھی ہو، جیسا بھی ہو، پاک وصاف ہو، نظافت ضروری ہے، یہ ہمارے ایمان کی شرط ہے، مؤمن کی علامت ہے، لیکن اس کی تزئین بناؤ سنگار یہ سب چیزیں تعلیم میں دخل اندازی ہیں اور جب کسی کام میں دخل اندازی ہوتی ہے تو وہ کام ڈھیلا اور سست پڑ جاتا ہے، طبیعت اس کام سے گھبرانے لگتی ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: ہم نے بکثرت دیکھا ہے، جو طلباء لباس کی تزئین میں زیادہ رہتے ہیں، وہ علم میں کمال سے محروم رہتے ہیں ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں، طالب علمی کے زمانہ میں کسی اور طرف توجہ دینا تعلیم کو برباد کر دینا ہے طالب علم کے لئے یکسوئی ضروری ہے، یکسوئی

کے ختم ہو جانے سے تعلیم ختم ہو جاتی ہے۔

حکیم الامتؒ کی طالب علمی کا واقعہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی طالب علمی کا واقعہ لکھا ہے میں نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت ہونی کی درخواست کی تھی تو اس پر حضرت نے فرمایا تھا کہ جب تک کتابیں ختم نہ ہو جائیں اس خیال کو شیطانی خیال سمجھنا اس لئے کہ قلب ایک وقت میں دوسری جانب متوجہ نہیں ہوتا۔

طالب علمی کے زمانہ میں خطوط پڑھنے سے اجتناب

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ اپنی طالب علمی کے زمانہ میں کسی خط کا جواب نہیں دیتے تھے، بلکہ ہمیشہ علم میں منہمک رہتے تھے، جتنے بھی خطوط آتے ایک گھڑے میں ڈال لیتے، فراغت کے بعد سب خطوط پڑھے، تو مختلف قسم کے غم اور خوشی کی باتیں دیکھیں کسی میں لکھا تھا، آپ کے بھتیجا پیدا ہوا تو جواب لکھا الحمد للہ کسی میں لکھا تھا آپ کے فلاں رشتہ دار کا انتقال ہو گیا تو لکھا:" انا للّٰہ و انا الیہ راجعون"۔

بھرپور صلاحیت نہ ہونے کی وجہ عدم یکسوئی

آج بھرپور صلاحیت نہ ہونے میں ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ طلباء کے اندر علم کی تئیں یکسوئی ختم ہوگئی جس وجہ سے کتابوں سے مناسبت تک پیدا نہیں ہو پاتی آج سے کچھ سال قبل حافظ قرآن کے لیے دو تین دور نکالنا کافی ہو جاتا تھا لیکن اس وقت دو دو سال قرآن پاک کو حفظ کرنے کے بعد یاد کرنے میں لگ جاتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ پوری توجہ اور یکسوئی کے ساتھ محنت نہیں ہو پاتی، اللہ تعالی ہم سب کو وقت کی قدر اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

طالب علم اور وقت کی اہمیت

22

وقت سونے سے زیادہ قیمتی

مدارس کے طلباء اور خاص کر وہ طلباء جو کچھ بننا چاہتے ہیں اپنے والدین اپنے اعزو اقارب کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنا چاہتے ہیں، ان کیلئے طالب علمی کے دور میں وقت کی حفاظت اس کا خیال بہت ضروری ہے، وقت اللہ تعالی کی عطا کردہ عظیم نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، پگھلتے برف کی طرح آناً فاناً گذر جاتا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ مہینے اور سال گذر جاتے ہیں، صبح ہوتی ہے، شام ہوتی ہے، اسی طرح عمر مکمل ہوتی رہتی ہے، اسی لئے وقت کی قدر دانی بہت ضروری ہے، وقت کو صحیح استعمال کرنا، بیکار اور فضول ضائع ہونے سے بچانا از حد ضروری ہے، وقت کو ضائع کر دینے پر بعد میں جو پچھتاوا ہوتا ہے، اور جو حسرت وندامت ہوتی ہے، جو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، اور خون کے آنسو رونا پڑتا ہے، وہ نا قابل تلافی ہوتا ہے، جو لمحہ اور گھڑی ہاتھ سے نکل گئی، وہ دوبارہ ہاتھ نہیں آسکتی، عقلمند وہی ہے، جو آغاز ہی میں انجام پر نظر رکھے، تاکہ حسرت کی نوبت نہ آئے، حدیث شریف میں آتا ہے، کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جب وہ طلوع ہوتا ہو، مگر یہ کہ وہ پکار کر کہتا ہے، کہ اے آدم کے بیٹے، میں ایک نو پید مخلوق ہوں، میں تیرے عمل پر شاہد ہوں، مجھ سے کچھ حاصل کرنا ہو تو کر لے، میں قیامت تک لوٹ کر نہیں آؤں گا، دنیا کی تمام ضائع شدہ چیزیں واپس آسکتی ہیں، لیکن ضائع شدہ وقت واپس نہیں آسکتا، کہنے والے نے صحیح کہا ہے: "الوقت أثمن من الذهب" وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔

وقت اللہ کی عظیم نعمت

عزیزو! وقت اللہ تعالی کی ایک عظیم نعمت ہے، قیمتی سرمایہ ہے، آپ کی زندگی کو بنانے کا

ایک آلہ ہے،اس کی قیمت پوری دنیا بھی مل کرادانہیں کرسکتی،اس کی قیمت ایک برف فروش سے پوچھئے،تو فوراسمجھ میں آئیگا،جو بازار میں کھڑا ہوا کہتا ہے،اے لوگوں مجھ پر رحم کرو، میرے پاس ایساسرمایہ ہے،جو ہرلمحہ تھوڑاتھوڑاختم ہوجاتا ہے،اسی طرح آپ کی عمر بھی لمحہ لمحہ برف کی طرح ختم ہورہی ہے،ہمارے اسلاف کی زندگی میں اوقات کی اہمیت،قدرومنزلت اورقدردانی نمایاں طریقہ پرتھی،کوئی گھڑی اورکوئی لمحہ ضائع نہیں ہوتا تھا،امام محمدؒ کے حالات میں لکھا ہے،کہ دن ورات کتابیں لکھتے رہتے تھے،ان کی تصانیف ایک ہزارتک بتائی جاتی ہیں،کتابوں کے درمیان اپنے کمرہ میں بیٹھے رہتے،مشغولیت اس درجہ رہتی،کہ کھانے پینے اورکپڑے کا بھی ہوش نہ تھا۔

شیخ محمد یونس صاحب اور مولانا فیصل ندوی بھٹکلی

آج کے زمانہ میں جس کا مشاہدہ عالم ربانی محدث عظیم حضرت العلام شیخ محمد یونس صاحب دامت برکاتھم اورنوجوان عالم دین،صاحبِ فضل وکمال عالم اسلام کی مردم ساز دینی وعلمی درسگاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے بافیض استاذ جناب مولانا محمد فیصل صاحب ندوی بھٹکلی مدظلہ العالی کی قیام گاہ سے لگایا جاسکتا ہے،کتابوں کے درمیان ایک نورانی ساچہرہ نظر آتا ہے،جس نے حدیث کی خدمت میں پوری زندگی صرف کردی،اورآخرالذکراستاذمحترم بھی چند گھنٹوں کے علاوہ مطالعہ کتب میں مشغول رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے قلم سے جوانی کی عمر میں ہی وہ علمی تحقیقی تصنیفی کام منصۂ شہود پرجلوہ گرہوا ہے،جس کے لئے ایک طویل عمراوربے پناہ علمی تجربات درکار ہیں۔

امام رازیؒ کے نزدیک وقت کی اہمیت

امام رازیؒ کے نزدیک اوقات کی اتنی اہمیت تھی،ان کوافسوس تھا،کہ کھانے کا وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی چلا جاتا ہے،چنانچہ وقت کی قدردانی نے ان کومنطق وفلسفہ کاایساامام

بنایا کہ دنیا ان کی منطقیانہ وفلسفیانہ موشگافیوں کے سامنے سر دھنتی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا شب وروز کا مشغلہ

23

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جن ہوں نے عربی زبان میں بخاری شریف کی شرح تحریر فرمائی ہے، آپ کے بارے میں آتا ہے، آپ تین کاموں میں سے ایک کام میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے:

(۱) مطالعہ کتب

(۲) تصنیف وتالیف

(۳) عبادت

حکیم الامتؒ اور وقت کی پابندی

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نہایت اصول وضوابط کے پابند تھے، کھانے پینے، سونے جاگنے، اور اٹھنے بیٹھنے کے تمام اوقات مقرر تھے، جن پر سختی سے عمل کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ کے وقت میں بڑی برکت ہوئی، حضرت کی تصنیفات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی پوری زندگی کے ہر دن پر ستر صفحہ تقسیم کئے جائیں، مجموعی طور پر صفحات کی جو تعداد نکلتی ہے، اتنے صفحے آپ نے پوری زندگی میں لکھے، تقریبا آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار ہے، لیکن یہ سب وقت کے صحیح استعمال اور پابندی کا ثمرہ ہے۔

غسل کے پانی کے لئے قلم کا تراشہ کام آیا

علامہ ابن الجوزیؒ کے بارے میں آتا ہے، جن قلموں سے آپ نے احادیث اور دیگر کتب لکھیں، ان کا تراشہ جمع کرتے گئے، اور جب وفات پانے لگے، تو انہوں نے وصیت کی کہ میرے غسل کا پانی اس تراشے سے گرم کیا جائے، چنانچہ جس پانی سے ان کو غسل دیا گیا، اس کے نیچے وہی پاک ایندھن جلایا گیا۔

مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کا قلمی سرمایہ

میرا ابتدائی تعلیمی نشیمن مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے رئیس مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی مدظلہ العالی کو ہم نے طالب علمی اور بعد کے زمانے میں اکثر دیکھا کہ آپ ہمیشہ کتاب وقلم سے وابستہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی عمر ابھی ۴۶ سال ہے اور آپ کے قلم سے نکلنے والی کتب بے بہا کی تعداد ۶۰ ساٹھ ہے، ہمارے اکابر و اسلاف کی زندگی میں برکت کی سینکڑوں مثالیں ہیں، تھوڑے سے عرصہ میں اتنی عظیم کامیابی صرف وقت کی پابندی اور اس کے صحیح استعمال کی وجہ سے ہے: ؎

حوصلہ پرواز کا رکھتے ہو تو شاہین بنو پہلے
یوں تو کوے بھی فضاؤں میں اڑا کرتے ہیں

کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

جس طرح شاہین پرندہ اپنی ہمت و جرأت سے سپاٹے بھرتے ہوئے آسمان کی جانب رخ کرتا ہے اور بہت اونچی فضاؤں میں چلا جاتا ہے، اسی طرح اگر آپ کو بھی کچھ بننا ہے، کچھ کرنے کی تمنا ہے، قوم وملت کی تئیں دردمندی آپ کے دل میں ہے، تو آپ کو بھی اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چل کر، ان کی طرح وقت کی قدر کر کے، ان کی طرح محنت کر کے ہی کچھ مل سکتا ہے، اور تاریخ میں آپ کا نام ایک اچھے عالم دین کی حیثیت سے لیا جاسکتا ہے، لیکن آپ کو بلند حوصلہ نصب العین مقرر کرنا ہوگا، اور شاہین پرندے کی طرح اڑان بھرنی ہوگی، تب آپ بلندیوں پر پہنچ سکیں گے، اللہ تعالی شاہین جیسی پرواز سب عطا فرمائے۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

24

طالب علمی کا دور محنت وجانفشانی کا طالب

بنا مشقت ومحنت کچھ ہاتھ نہیں آتا

انسان کو بغیر کسی تلاش وجستجو کے کوئی چیز نہیں ملا کرتی، یہ دنیا کا اصول ہے، یہاں محنتیں، جانفشانی درکار ہے، بغیر محنت کے کسی کام کا اچھا پھل میسر نہیں ہوتا، اور علم جو ایک بہت اہم اور بیش بہا دولت ہے یہ بغیر محنت کے کیسے حاصل ہوسکتا ہے: ”من جد و جد“ جس نے کوشش کی اس نے پالیا۔

اسلاف کے سنہرے نام کی وجہ

ہمارے اکابر واسلاف جن کے نام تاریخ میں سنہرے حروف میں ثبت ہیں، اور جن ہوں نے عظیم خدمتیں انجام دیں، ان کی زندگی میں علم کی طلب اور اس کا ذوق وشوق غالب تھا، ہر وقت علم کی طلب اور اس کی دھن سوار رہتی تھی، اسی طلب اور دھن کا نتیجہ تھا، کہ وہ علم کے اعلی معیار پر فائز ہوئے، اور دنیا نے ان کے سامنے سر تسلیم خم کیا، اور اپنی پیشانی رگڑی، چنانچہ امام احمد ابن حنبلؒ فرماتے ہیں: ”انما اطلب العلم الی ان أدخل القبر“ میں قبر میں داخل ہونے تک علم کی طلب وجستجو میں لگا رہوں گا۔

امام محمدؒ اور علمی طلب

امام محمدؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا انتقال کیسے ہوا، تو فرمایا کتاب المکاتب کا ایک مسئلہ سوچ رہا تھا، اسی دوران جان نکل گئی، پوچھا کیا گذری، فرمایا: ” کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

گیا، کہ اے محمد! اگر تمہیں عذاب دینا ہوتا، تو اپنا علم تمہارے سینے میں نہ رکھتے۔

امام محمد رحمہ اللہ کا قول

امام محمدؒ سے منقول ہے کہ مجھے اپنے والد ماجد سے تیس ہزار درہم ترکہ میں ملے تھے، جس میں سے آدھے تو میں نے لغت نحو اور شعر کی تحصیل میں صرف کیئے، اور پندرہ ہزار فقہ کی طلب میں خرچ کیئے۔

علم کی طلب و چاہت اور اس کی چاشنی

جب علم کی طلب اور اس کی چاہت دل میں پیدا ہو جاتی ہے، تو جب کان سے کوئی علمی چیز ٹکراتی ہے، تو دوسرے اعضاء و جوارح یہ تمنا کرنے لگتے ہیں، کہ کاش ہم کان ہوتے، اور علم کی لذت حاصل کرتے، چونکہ جو مزہ کھانے میں ہے، اس سے بڑھ کر مزہ اور چاشنی علم کی لذت میں ہے، جیسے کسی پیاسے کو پانی پی کر سیرابی حاصل ہوتی ہے، اسی طرح علم کے رسیا، علم کے طالب کو کچھ علمی چیز ملنے پر ہوتی ہے، جس کے حاصل ہو جانے پر وہ بڑا لطف اندوز اور محظوظ ہوتا ہے، علم کی لذت اور چاشنی کا جن کو اندازہ ہے، اور جن کو طلب ہے، ان کو کھانے پینے سے زیادہ بھوک علم کی رہتی ہے، پھر وہ ہر پیش آمدہ حالات سے مسائل کے اندر نکتہ چینی کرتے ہیں، اور لعل و گوہر چنتے ہیں۔

اکلوتے بیٹے کی طرح علم سے محبت

جس طرح کسی بخیل کو مال کے جمع کرنیکی حرص ہوتی ہے، اسی طرح علم کے طالب کو علم کے ذخیرے اپنے اندر جمع کرنیکی حرص ہونی چاہئے، جس طرح ایک عورت اپنے اکلوتے بیٹے کے گم ہو جانے پر غم کرتی ہے، پریشان رہتی ہے، اسی طرح علم کا سچا طالب علم حاصل کرنے میں حیران و سرگرداں، پریشان و مضطرب رہتا ہے، غرض یہ کہ دن رات کے اعمال

میں اس کی نظر ہر وقت علم پر رہتی ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی طالب علمی کا واقعہ

25

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی شخصیت سے کون ناواقف ہے، زمانہ ان کو علم کی وجہ سے جانتا ہے، وہ اپنے وقت کی نابغہ روزگار شخصیتوں میں سے تھے، آپکی طالب علمی اور تعلیم میں دلچسپی کا یہ حال تھا کہ زندگی کے آخری ایام میں مرض الوفات میں جب ہاتھ ہلانے کی بھی طاقت نہ رہی، تو کروٹ پر لیٹتے، اور سامنے کرسی پر کتاب کھلی ہوئی کھڑی رہتی، جب پورا صفحہ مطالعہ فرما لیتے تو کسی کی طرف ورق پلٹنے کے لیے اشارہ کرتے، وہ ورق پلٹ دیتا، اور حضرت اس کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتے، جن کا بڑھاپے اور مرض الوفات کے وقت پڑھائی کا یہ ماحول ہو، اور مطالعہ کا یہ عالم ہو، طالب علمی کا زمانہ تو ان کا دن رات کتابوں میں گذرتا ہوگا۔

حضرت مولانا اعزازؒ اور کتب بینی کا شوق

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ کو کتب بینی و مطالعہ کا اتنا شوق تھا کہ بیماری کی حالت میں سرہانے کتابیں رکھی رہتی، اور فرماتے، میری بیماری کا علاج کتب بینی ہی ہے، اپنے اس علمی شوق و شغف کو ان اشعار میں بیان کرتے، جن کا مفہوم یہ ہے ”میں نے لوگوں کو مصیبتوں کے زمانے میں اپنا دشمن اور مالداری کے زمانے میں اپنا دوست پایا ہے لیکن علمی کتاب میرا شب و روز کا دمساز اور ہمراز ہے جب مجھ پر اچانک رنج و غم آپڑیں، تو میری غم خواری کرتی ہیں، اور جب میں ہلاکت میں پھنس جاؤں تو تسلی دیتی ہیں“۔

اس لئے طلباء عزیز! آپ اپنی کتابوں ہی کو دن رات اپنا اوڑھنا بچھونا بنایئے، اور شب و روز قرآن پاک پر محنت کرنے میں صرف کیجئے، اور اپنے آپ کو صرف اور صرف اپنی کتابوں کے حوالہ کر دیجئے، تب امید کی جا سکتی ہے کہ کچھ حصہ آپ کو بھی نصیب ہو، اللہ تعالی آپ کو اس کے لئے قبول فرمائے۔ آمین

طالب علم اور تواضع وانکساری

تواضع اللہ تعالی کو پسند ہے

طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ اپنے اندر تواضع وانکساری پیدا کرے اپنے آپ کو ہر ایک سے کمتر سمجھے تکبر، عجب اور خود بینی جیسے مہلک امراض سے اپنے آپ کو بچانیکی کوشش کرے، اپنی ہستی کو مٹادے، ہر ایک کے ساتھ تواضع اور خوش اخلاقی سے پیش آئے، ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"من تواضع لله رفعه الله"(ترمذی) جواللہ کیلئے اپنے آپ کو مٹائے گا، اللہ اسے سربلندی عطا فرمائے گا، اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ خصلت تواضع ومسکنت ہے اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ کبر ونخوت ہے، بالخصوص اپنے اساتذہ کے سامنے اپنی ہستی کو بالکل فنا ہی کردینا چاہیئے، اس کے بغیر علم کی دولت حاصل نہیں ہوسکتی۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کا قول

حضرت امام ابو یوسفؒ کا مقولہ ہے: "العلم عز لا ذل فيه يحصل بذل لا عز فيه"علم ایک ایسی عزت ہے، جس میں ذلت کا نام ونشان نہیں، مگر ایسی ذلت سے حاصل ہوتا ہے جس میں عزت کا نام ونشان نہیں۔

پستی سے سربلند ہوا اور سرکشی سے پست
اس راہ کے عجیب نشیب وفراز ہیں

علم سیکھنے کیلئے تواضع وانکساری ضروری ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:"تعلموا العلم و تعلموا للعلم السكينة و الوقار

وتواضعوا لمن تعلمون به" علم سیکھواور علم کے لئے سکون اور وقار سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہواس کے ساتھ ادب وتواضع سے پیش آؤ، اللہ تعالی متواضع عالم سے محبت فرماتے ہیں اور جو اللہ کے لئے اپنے آپ کو مٹاتا ہے اللہ تعالی اس کو حکمت کے علوم عطا فرماتے ہیں، جو جس قدر تواضع اختیار کرتا ہے، اتنے ہی اس کے اندر علم کے چشمے پھوٹتے ہیں، علوم وفنون کے نئے نئے دروازے وا ہوتے ہیں اور اس پر علوم کا فیضان ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جس کے سینے میں قرآن ہو اس کو ایسا ہونا چاہئے کہ وہ اپنی رات سے پہچانا جائے، جس وقت سب لوگ سو رہے ہوں، اپنے دن سے پہچانا جائے، جس وقت کہ لوگ کھا رہے ہوں، اپنے حزن وغم سے پہچانا جائے، جس وقت کہ لوگ ہنس رہے ہوں، اپنی خاموشی اور سکوت سے پہچانا جائے، جس وقت کہ لوگ ادھر ادھر کی ہانک رہے ہوں، یعنی راتوں کو جاگنے والا ہو، دنوں کا روزہ رکھنے والا ہو، آخرت کی فکر ہو، خشیت خداوندی حاصل ہو، خاموش طبیعت ہو، تواضع ومسکنت کا جوہر نمایاں ہو۔

طلبہ یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کریں

ان اوصاف کو طلباء اپنے اندر پیدا کرنیکی کوشش کرتے رہیں اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھنا اور دوسرے کو اپنی نظر میں کمتر سمجھنا ایسی مذموم ومنحوس خصلت ہے کہ جو شخص اس میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کو عقل سلیم نہیں رہتی وہ اللہ کی آیات سمجھنے سے محروم ہو جاتا ہے کبر جس کے اندر ہو اس کو علوم ربانی حاصل نہیں ہو سکتے چونکہ یہ علوم رحمت کے ساتھ خاص ہیں اور رحمت تواضع کے ساتھ میں آتی ہے

کبر سے اجتناب

اس لئے کبر نہ کرنا چاہئے اگر آپ کو اللہ نے علم سے نوازا آپ قرآن پاک اچھا پڑھتے ہیں

آپ درجہ میں اچھا سبق سناتے ہیں، آپ مقابلوں میں ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں، تو اس کو نعمت سمجھ کر شکر ادا کرنا چاہئے، تکبر اور گھمنڈ نہیں، ورنہ یہ نعمت چھن جائیگی، اور احساس تک نہیں ہوگا، امام مالکؒ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا، اور اس وقت ذہن میں پورے طور پر نہ ہوتا تو نہایت خندہ پیشانی سے فرماتے ''لا ادری'' میں نہیں جانتا امام صاحب کے شاگرد خاص ابن وھبؒ نے لکھا ہے کہ اگر میں استاذ محترم کی لا ادری لکھا کرتا تو کتنی ہی تختیاں بھر جاتی، یہ اس شخص کا حال ہے جس کے علم کا ڈنکا پوری دنیا میں بجتا تھا جس کے علم وفضل کا اعتراف ان کے اساتذہ بھی کرتے تھے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ

ایک مسجد میں حضرت جنید بغدادیؒ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے اعلان کیا مسجد میں جو سب سے برا ہو وہ باہر نکل جائے حضرت دوڑ کر مسجد سے باہر نکلے اور کہنے لگے میں سب سے برا ہوں جب حضرت شبلی کو اس واقعہ کی خبر ملی تو فرمایا اسی تواضع نے جنید کو جنید بنایا ہے۔

اس لئے طلبائے عزیز! آپ کو اپنے اندر ابھی سے تواضع وانکساری فروتنی پیدا کرنی چاہئے، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا یہ انسان کو مٹی میں ملا دیتا ہے اگر آپ کو کچھ سیکھنا ہے، کچھ بننا ہے، تو جھک کر ہی بن سکتے ہیں: ؎

اکڑ کر وہ نہیں چلتے جو ماہر ہیں کسی فن کے
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

اپنے آپ کو کبھی بڑا نہ سمجھنا تبھی آپ کچھ سیکھ سکتے ہیں، جس دن آپ نے اپنے کو بڑا تصور کیا، اس دن آپ کے زوال وپستی کا دور شروع ہو جائیگا، جس کا احساس جلد نہیں ہوگا، یہ احساس تب ہوگا جب آپ کا علم ختم ہو چکا ہوگا، اللہ تعالی ہم سب کو تواضع وخاکساری کے راستہ پر ڈالدے۔ آمین

27

علم حاصل کرنیکا سب سے اچھا زمانہ کم عمری

بچپن کی یادداشت پتھر کی لکیر ہوتی ہے

علم حاصل کرنیکا سب سے اچھا زمانہ کم عمری کا ہوتا ہے، کم عمری میں طبیعت کے اندر جولانی ہوتی ہے، حافظہ تیز ہوتا ہے، ذہن دنیوی تفکرات سے پاک وصاف ہوتا ہے، اور بچپن کی پڑھی ہوئی باتیں دل پر ایسی نقش ہو جاتی ہیں، کہ زندگی بھر یاد رہتی ہیں یہ مقولہ مشہور ہے: "العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر" یعنی بچپن میں جو کچھ حاصل کیا جاتا ہے، وہ یاد داشت میں اس طرح محفوظ ہو جاتا ہے جس طرح پتھر کی لکیر محفوظ اور انمٹ ہوتی ہے، حضرت امام ابوحنیفہؒ نے امام ابو یوسفؒ کو وصیت فرمائی تھی کہ سب سے پہلے علم حاصل کرنا، پھر حلال کمائی کمانا، پھر شادی کرنا۔

علمی استعداد پیدا کرنیکا طریقہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ علم میں استعداد اور پختگی پیدا کرنے کے لئے تین چیزوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) آئندہ سبق کا مطالعہ کر کے معلومات و مجہولات میں تمیز پیدا کرے۔

(۲) جب استاذ سمجھائے تو بلا سمجھے آگے نہ بڑھے۔

(۳) جو سمجھ میں آجائے اسے طلباء کے سامنے بیان کرے یعنی تکرار و مذاکرہ کرے، یہ سب باتیں تو واجب ہیں، اور ایک بات مستحب ہے وہ یہ کہ روزانہ کچھ آموختہ پڑھ لیا کرے، یہ حکیم الامت کا سالہا سال کا تجربہ ہے۔

والدین اعزواقرباءتمہارے لئے دعاگوہیں

اس لئے اچھی طرح محنت کیجئے، اپنے وقت کوضائع نہ کیجئے، علم حاصل کرنے میں ہرگز سستی وکاہلی سے کام نہ لیں، آپ خودغورکریں والدین نے بڑی مشکل سے اپنے سے جدا کرکے آپ کو مدرسہ بھیجا ہے، اوروہ نمازوں میں خالی اوقات میں بارگاہ الٰہی میں آپ کے مستقبل کی زندگی کیلئے گڑگڑاتے ہیں، آپ نے بھائیوں وبہنوں کو چھوڑا، جو آپ کو روزانہ نہ معلوم کتنی مرتبہ یاد کرتی ہیں، آپ نے اپنے رشتہ داروں کو ترک کیا، وہ بھی آپ کے تذکرے کرتے ہیں، لیکن کس بناپر اورکس بنیاد پر آپ نے اپنے وطن کو چھوڑا؟ کیوں؟ آپ یہاں کیوں آئے؟ اس پرغور کیجئے، اورمحنت ومشقت سے اپنے تمام اوقات کوصرف پڑھائی کیلئے فارغ کردیجئے۔

امام شافعیؒ کا فرمان

امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے انسان کوشش کے بعد ہرمشکل کوانجام دیدیتا ہے، جس طرح بند دروازہ کوشش کے بعد کھل جاتا ہے، ایک بزرگ کا مقولہ ہے: "العلم لايعطيك بعضه حتى تعطيه كلك" علم تم کو اپنا ایک بھی حصہ نہیں دے سکتا، جب تک کہ پورے طور پر اپنے کو اس کے حوالہ نہ کردو ایک شاعر نے کہا ہے، تمہاری خواہش اگر ہے کہ بغیر تکلیف اور مشقت کے عالم فاضل بن جاؤ، تو یہ پاگل پن اور جنون ہے، کیونکہ جب مال ودولت کا حصول بغیر مشقت برداشت کئے نہیں ہوتا تو پھر علم جو اس سے بدرجہا بلند ہے اس کا حصول بلا مشقت کیسے ہوسکتا ہے؟ اگر تم کسی کنویں سے ہرروز مٹی نکالتے رہوگے، توانجام کار ایک دن ضرور یہ ہوگا کہ پانی سے تمہارا وصال ہوگا، تم اپنی محنت کے مطابق بلندیاں حاصل کرسکوگے جو بلندیاں طلب کرتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے، اگر تم عزت چاہتے ہو اور پھر رات سونے میں گذارتے ہو، جو شخص موتیاں طلب کرتا ہے وہ سمندر میں غوطہ لگاتا ہے۔

ان مذکورہ اشعار اور مقولوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ جو شخص

جس قدر محنت کرے گا، اسی کے مطابق جوہر اور کمال حاصل کرے گا، اور جو طالب علم محنت سے جی چرائے گا، وہ علم سے محروم اور علمی جوہر و کمال سے عاری رہے گا۔

28

اپنے آپ کو بنانے اور سنوارنے کا وقت

عزیزو! طالب علمی کا زمانہ اپنے آپ کو لائق یا بد بخت بنانے کا زمانہ ہوتا ہے آپ اپنے اصل مقصد پر نظر رکھیں، اپنی عمر اور اپنے وقت کی قدر و قیمت کو سمجھیں، اور ہر قسم کے غیر ضروری کاموں کو چھوڑ کر پوری توجہ انہماک کے ساتھ علم کی تحصیل میں کوشش اور محنت کریں، اور اس طرح سعی و محنت کا ثبوت دیں کہ اس کے پیچھے اپنی ہستی کو مٹا دیں: ؎

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

باکمال اشخاص کی زندگی کا مطالعہ

جس قدر باکمال لوگ گذرے ہیں اگر آپ ان کی زندگی کا مطالعہ کریں گے، ان کی زندگی کے حالات پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے وہ کمال اپنے آپ کو اس کے پیچھے فنا کر دینے کے بعد حاصل کیا ہے، وقت ایک قیمتی جوہر ہے، اس کی قدر و قیمت سے انسان بلند و اعلیٰ درجات پر فائز ہوتا ہے، وہی بلند مقام حاصل کرتا ہے جو وقت کی قدر کرتا ہے، اس کے کارنامے حیرت انگیز ہوتے ہیں ایسے لوگ دنیا میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، یعنی ایسے بے شمار خزانے دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں کہ رہتی دنیا تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، آپ جن بزرگوں کا نام لیتے ہیں وہ دنیا میں تو نہیں، لیکن انہوں نے وقت کی قدر و قیمت کو پہچانا اور بے مثال علمی خدمات انجام دیں، اس لئے ہماری مجلسوں میں انہی کا تذکرہ ہوتا ہے، ہماری زبانوں پر انہیں حضرات کا نام آتا ہے، بعض ہمارے بزرگ وہ ہیں جنہوں نے ایک ہزار تصانیف دنیا کیلئے چھوڑی، بعض نے نو سو، بعض نے آٹھ سو، بعض نے پانچ سو، چار سو، انہوں نے ایسی خدمات انجام دیں کہ رہتی دنیا تک لوگ اس سے فیض

اٹھارہے ہیں، جو بھی ان کے نقش قدم پر چلے گا اور یکسوئی، دل جمعی اور فکر کے ساتھ محنت کرے گا تو کچھ بعید نہیں کہ آپ بھی اس لائق ہو جائیں۔

وقت کی قیمت برف فروش سے معلوم کریں

آپ وقت کی قدر اس تاجر سے معلوم کیجئے، جو بازار میں کھڑا رو رہا تھا، اور کہہ رہا تھا، اے خریداروں جلدی آکر خرید لو، ورنہ میرا برف پگھل جائیگا، اور میری پونجی ختم ہو جائیگی، اس لئے تمام طلباء چوکنا اور ہوشیار رہیں، برف کی طرح آپ کی زندگی بھی روز بروز، لمحہ لمحہ پگھل رہی ہے پھر یہ لوٹ کر نہیں آئے گی، بس صرف اور صرف وہی وقت کامیاب ہے، جس کو آپ نے محنت اور علم حاصل کرنے میں خرچ کیا حضرت تھانویؒ کا یہ قیمتی جملہ لوح دل پر نقش کر لیجئے، کہ کوئی لمحہ ضائع نہ ہونا چاہئے، ساری عمر تحصیل کمال یا تکمیل ہی میں بسر ہونا چاہئے۔ اس لئے اپنے نظام الاوقات کو سامنے رکھ کر ان لمحات کی قدر کیجئے، تب جا کر آپ وقت کا صحیح استعمال کریں گے۔

اکابرین و بزرگان دین کا نظام الاوقات

آپ اپنے بزرگان دین کا نظام الاوقات دیکھیں، تب آپ کو اندازہ اور احساس ہوگا، کہ ۲۴ ر گھنٹہ میں تعلیم کے لئے کتنا وقت دیا جائے، حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ نے لکھا ہے، پوری زمانہ طالب علمی میں ۲۴ ر گھنٹہ میں ۲ ر گھنٹہ سے زائد نہ سوتا تھا، سر میں شدید درد ہوتا تھا، درد کی حالت میں سارا کام کرتا تھا، بس ایک عادت اسی طرح بن گئی تھی۔

ٹائم ٹیبل مقرر کریں

اس لئے آپ اپنا ٹائم ٹیبل مقرر کریں، اور اس وقت میں صرف وہی کام کریں، جس کے لئے مقرر کیا ہو، تب آپ کے وقت میں برکت ہوگی اور آپکی محنت آپکو چند روز میں نظر آجائے گی، اللہ تعالیٰ آپ سب کو وقت کی قدر کرنیکی توفیق عطا فرمائے (آمین)

29

آیئے! اپنا محاسبہ کریں

اپنے ایام کا محاسبہ

عزیزان دارالعلوم صدیقیہ! آج بروز جمعرات ہے آج جامعہ کے شب وروز بیان کئے جائیں گے، گذرے ہوئے شب و روز پر نظر ڈالنے سے انسان کے اندر محاسبہ پیدا ہوتا ہے، معلوم ہوتا ہے پانی کہاں مر رہا ہے، عمارت کی بنیادیں کھوکھلی کیوں ہوتی جا رہی ہیں، جس شخص کے اندر اپنے گذرے ہوئے ایام کا محاسبہ لینا آجائے وہ کامیابی کی منزلیں جلد طے کرتا ہے اگر کمی محسوس ہو تو کمی کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، محاسبہ کے ذریعہ زندگی کے اندر ہلچل پیدا ہوتی ہے، محاسبہ انسانی زندگی میں اسپرٹ کا کام کرتا ہے، یہ آپ کے محاسبہ کا دن ہے، یہ چند منٹ آپ کو گذرے ہوئے ایام کی یاد تازہ کرائیں گیں، اور ان ایام کی سیر و سیاحت کرائیں گے جو آپ انجانے میں گذار چکے، یہ آپکے ضمیر میں ماضی کی داستانیں چھیڑیں گے، پھر آپ اپنی طالبعلمی کا صحیح اندازہ لگائیں گے۔

آپ کی زندگی کے بارے میں ایک اہم سوال

آج میرا آپ سے ایک اہم سوال ہے جو آپ کو سوچنے پر مجبور کرے گا، اگر آپ کے اندر حساس دل ہے، آپ کی طبیعت پس مردہ نہیں ہوئی، اگر آپ کی حس باقی ہے، تو آپ کے آنسو خود بخود نکلنے پر مجبور ہونگے، اور آپکی آنکھوں سے آنسوؤں کی بوچھار ہوگی آپ روئیں گے، گڑگڑائیں گے، آہ وزاریاں کریں گے، اور وہ سوال نہ آپکے بارے میں ہے، نہ دارالعلوم صدیقیہ کے بارے میں، نہ یہاں کے در و دیوار کے بارے میں، نہ یہاں کے دردمند و محنت

کش اساتذہ کے بارے میں ،نہ یہاں کے تعمیرات ودفاتر کے بارے میں ،نہ یہاں کے اینٹ وچونے کے بارے میں ، نہ یہاں کی مربیا نہ فضا کے بارے میں ،نہ یہاں کے کارکنان وملازمین کے بارے میں،آپ سمجھ رہے ہونگے وہ سوال آپ کے بارے میں ہے نہیں نہیں ،آپ سمجھ رہے ہونگے وہ سوال نظام کے بارے میں ہے نہیں نہیں ،آپ اپنے دماغ میں اس وقت یہ خیال کررہے ہونگے وہ سوال مناجات کے پروگرام کے بارے میں ہے نہیں نہیں،آپ یہ جان رہے ہوں گے وہ سوال کھانے کے بارے میں ہے نہیں نہیں،آپ سمجھ رہے ہونگے وہ سوال آپ کے رہن سہن کے بارے میں ہے بودوباش کے بارے میں ہے نہیں نہیں،آپ کی نظافت وپاکیزگی کے بارے میں ہے اساتذہ کی خدمت کے بارے میں ہے نہیں نہیں،آپسی بھائی چارگی محبت ومودت کے بارے میں ہے آپ کی حاضری وغیر حاضری کے بارے میں ہے،گھرآمدورفت کے بارے میں ہے،آپ کی کم ظرفی ووسیع ظرفی کے بارے میں ہے نہیں نہیں۔

مدرسہ آنے کا مقصد متعین کیجئے

آپ مدرسہ کیوں آئے ؟ آپ نے اپنے گھروں کو ،والدین کو ،بہن بھائیوں کو ،عزیز واقارب کوگرم گرم بستروں لذیذ کھانوں کو کیوں چھوڑا ،میرا آپ سے ایک سوال ہے،آپ نے چار مہینہ یہاں کے تربیتی ماحول ونورانی فضامیں گذارے،آپ شب وروزا پنے مادرعلمی کی گود میں کھیلے،اس نے آپ کو گلے سے لگایا،ان چار مہینوں میں آپ نے کیا پایا،ان چار مہینوں کے اندرآپ کے علم میں کونسی ترقی ہوئی،ان ایک سوبیس دن میں آپ نے قرآن کریم کے کتنے پارے پڑھے،اور کتنے یاد کئے ،سوچئے ،ذہن ودماغ پرزورڈالیئے ،آپ نے اس طویل مدت میں یہاں کے درودیوار سے کیا سیکھا، یہاں کے اساتذہ سے کیا کسب فیض کیا، یہاں کے نورانی ماحول میں رہ کرآپ نے اپنے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ،چار مہینہ میں ایک سو بیس دن ہوتے ہیں ایک سوبیس دن میں دوہزارآٹھ سواسی گھنٹے ہوتے ہیں،کیا آپ نے ان

گھنٹوں کے برابر کوئی تعلیمی کام کیا؟ یا اتنے وقت کسی علمی و تعلیمی کام میں مشغول رہے، ان میں سے آدھے نکال دیجئے تب بھی چودہ سو چالیس گھنٹے بچتے ہیں، آپ نے چودہ سو چالیس گھنٹے تعلیم میں صرف کئے؟ آپ نے ان تعلیمی اوقات کو صحیح مصرف میں استعمال کیا؟ سوچئے ایک 30
بار ذہن کے دریچوں میں اس سوال کو جگہ دیجئے اندر سے خود بخود جواب آجائیگا، چودہ سو چالیس میں سے چار سو کو بھی نکال دیجئے، ایک ہزار باقی بچتے ہیں ان کا اندازہ لگائیے آپ کا ذہن ودماغ کیا جواب دے رہا ہے؟ کیا آپ نے ایک ہزار مہینہ تعلیم میں گذارے؟ کیا آپ نے ان اوقات میں کچھ سیکھا؟ کچھ پایا؟ کچھ حاصل کیا؟ آپ ایک ہزار کو بھی چھوڑ دیجئے پانچ سو گھنٹے لے لیجئے، پھر سوچئے، آپ کے پانچ سو گھنٹے کارآمد ہیں یا نہیں؟ آپ نے اس ادارہ میں پانچ سو گھنٹے صرف اپنی تعلیم کے لیے دیئے؟ کیا جواب آپ کے ذہنوں میں ہے؟ آپ کے اندر کونسی تبدیلی پیدا ہوئی؟ کونسی اخلاقی قدریں آپکی جوان ہوئیں؟ کونسے ایسے اچھے اعمال ہیں جو آپ کرنے لگے؟

آپ انبیاء کے وارثین ہیں

کونسی سنت کے آپ پابند بنے، کونسے بزرگ اللہ والے کی محبت نے ہمارے دلوں کو، ہماری طبیعتوں کو ایمانی حرارت بخشی، کیا ہم اس قابل بنے کہ ہم کو طالبان علوم نبوت کہا جائے؟ یہ بہت بڑا لقب ہے اس لقب کی قدر کرنی چاہئے، بڑا سوچ کا مقام ہے، آپ نبوت کے علوم کے خوشہ چیں ہیں، آپ نبوی علوم کے وارث ہیں آپ انبیاء کے جانشیں ہیں اور جانشیں کے اندر وہیں صفات مطلوب ہوتی ہیں جو شیخ کے اندر ہوں، آپ سنتوں کے پابند ہیں؟ نبویؐ اخلاق، نبویؐ رہن سہن، نبویؐ بول چال، نبویؐ طور وطریق، نبویؐ بودو باش کی کچھ جھلک آپ کے اندر بھی ہے؟ آپ کا لقب اتنا اعلی واونچا ہے جن کے لئے سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں، بلوں میں چیونٹیاں آپ کو یاد کرتی ہیں اللہ تعالی کی نور سے پیدا کردہ مخلوق فرشتے آپ کے لئے پر بچھاتے ہیں کیا آپ ان اعلی وبرتر القاب کے قابل ہیں؟

قصور کس کا؟

آپ نے سوچ لیا ہوگا کیا پایا؟ اور کیا کھویا؟ اب آپ یہ بھی بتلائیں، اگر آپ نے کچھ نہیں پایا تو اس میں مدرسہ کا، ذمہ دار حضرات کا، اساتذہ کا کس کا دخل ہے؟ اگر نہیں تو اپنے نفس کو ملامت کیجئے اپنے آپ کو جھنجوڑیئے اس میں مدرسہ کا، مدرسہ کے کسی فرد کا کوئی قصور نہیں، قصور صرف آپ کا ہے، غلطی سراسر آپ کی ہے، آپ نے اس وقت کی قدر و قیمت نہ جانی، بتانے اور سمجھانے کے باوجود اگر جانی بھی تو نہ مانی ہم نے آپ کو راستہ بتایا، چلنا آپ کا کام تھا، ہم نے آپکو اندھیروں میں روشنی دکھائی، راستہ کو طے کرنا آپ کا کام تھا، ہم نے آپکے لئے بہترین سے بہترین تعلیمی مواقع فراہم کئے، خوشہ چینی اور فائدہ اٹھانا آپکا کام تھا، ہم نے آپ کے مدرسہ کا تربیتی نظام مقرر کیا آپ کی مستقبل کی زندگی کو سامنے رکھ کر مربیانہ و ناصحانہ پروگرام ترتیب دیا، لیکن فائدہ اس سے بھی آپ ہی کو اٹھانا تھا، کھانا بھی دیا، اور چمچہ بھی دیا، آپ نے تب بھی نہ کھایا، اس سے بڑھ کر ہم اور کیا کوشش کر سکتے ہیں، اور جن طلباء نے اپنے اندر تبدیلی دیکھی، اور محسوس کی تو آپ سب سے پہلے خدا تعالی کا شکر ادا کیجئے شکر سے مزید اضافہ ہوگا اور پھر ذمہ دار حضرات اپنے اساتذہ اور مدرسہ کو دعا دیجئے اس کی ترقی کی فکر کیجئے، یہاں تک مدرسہ کے کارکنان و ملازمین کو بھی اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں کیونکہ وہ بھی آپ ہی کی خاطر ہے، مدرسہ کا دربان دن رات آپ ہی کی خاطر گیٹ پر کھڑا ہے

توبہ وگریہ زاری ضروری ہے

اور جنہوں نے انجانے میں شیطان کے دھوکہ میں آکر یہ دن گذارے وہ خدا تعالی سے توبہ کریں نہ معلوم کس گناہ کی وجہ سے ان کا ذہن تعلیم میں محنت اور جدوجہد کے لیے تیار نہیں کس غلط عمل کی پاداش میں ان کی قسمت نے ان کو علم سے کورا کر دیا، اب محنت کرنی ہے، اب ہمیں ماحول میں ڈھلنا ہے، اب اپنے آپ کو سنوارنا ہے، نیت کو درست کر کے علم میں محنت

کرنی ہے، ذہن کو پاک وصاف رکھنا ہے علم ایک نور ہے اور یہ پاک وصاف ذہن کے اندر ہی آتا ہے، جس ذہن کے اندر گندے خیالات ہوں اس ذہن میں علم نہیں آسکتا، آپ نے دیکھا ہے کہ پانی اور آگ ایک ساتھ جمع ہوئے ہوں؟ ایک گندے برتن میں اگر دودھ رکھا جائے تو تھوڑی ہی دیر میں وہ دودھ خراب ہوجاتا ہے پھٹ جاتا ہے، اسی طرح ذہن ودماغ میں اگر گندے خیالات ہوں، ذہن گناہوں پر آمادہ ہو، ایسے میں علم کا حاصل کرنا مشکل ہے، ایسے ذہن میں علم نہیں سما سکتا جس طرح گندے برتن میں دودھ صحیح نہیں رہ سکتا۔

دودھ صاف برتن میں رکھا جاتا ہے

اسی طرح اگر دودھ اچھے اور صاف برتن میں لے لیا جاوے لیکن اس کو گرم نہ کیا جائے، تو وہ دودھ خراب ہوجاتا ہے، اسی طرح علم حاصل کرلینے کے بعد اگر عمل نہ کیا جاوے تو علم جاتا رہتا ہے، جس طرح دودھ گرم نہ کرنیکی وجہ سے پھٹ جاتا ہے، خراب ہوجاتا ہے اسی طرح علم عمل نہ کرنیکی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔

وقت کو غنیمت سمجھیں

عزیزو! جو وقت خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، اس کو غنیمت جانو، اس کی قدر کرو، محنت اور جدوجہد سے کام لو، یہی عمر ہے کچھ جمع کرلو، آگے چل کر بانٹنا ہے، تقسیم کرنا ہے، اگر کچھ ہوگا تبھی تقسیم کر پاؤگے، دنیا آپ کی منتظر ہے، آپکو لینے کے لئے نہ جانے کتنے افراد تیار ہیں، آپ اپنے کو پہچانو، آپ بڑے قیمتی ہو، آپ ایسے بنیں کہ خریدار خود چل کر آپ کے پاس پہنچے، جب چیز قیمتی ہوتی ہے تو اس کو خریدنے کے لئے نہ جانے کتنی بھیڑ جمع ہوجاتی ہے، آپ اپنے اندر وہ علم پیدا کریں، جس کی وجہ سے آپ کی قدر ہو، آپ کے اسلام کا بول بالا ہو، آپ کے اخلاق اتنے اعلیٰ ہوں کہ بات کرنے والا اپنے دل میں سکون محسوس کرے، آپ سے ملاقات کرنیوالا ہر شخص اگر غموں سے نڈھال ہو تو اسکی طبیعت میں نشاط پیدا ہوجائے، اس کے

غم کیف وسرور میں بدل جائیں اس کو آپ کی زبان سے نکلنے والا الفاظ گویا مسری کی ڈلی لگے، یہی آپ کے دین اسلام کا پیغام اور امتیاز ہے، آپ اسی کے پیغامبر بنیں اور اسی میں ممتاز ہوں، اللہ تعالی ہم سب کو با اخلاق بنائے۔ آمین

طالب علم اور استاذ کا ادب

استاد کا ادب لازم وضروری

طالب علم کے لئے استاذ کا ادب واحترام بہت ضروری ہے، اور استاذ کی تعظیم ظاہراً وباطناً ضروری ہے، اس کے بغیر علم کی دولت حاصل نہیں ہوسکتی، عادۃ اللہ ہمیشہ سے یہی جاری ہے، کہ اساتذہ کا ادب نہ کرنیوالا کبھی علم سے نفع نہیں اٹھا سکتا۔

تعلیم المتعلم میں مرقوم ایک اہم پیغام

تعلیم المتعلم میں لکھا ہے کہ طالب علم علم سے منتفع نہیں ہوسکتا، جب تک کہ علم، علماء اور اساتذہ کا احترام نہ کرے، جس شخص نے جو کچھ حاصل کیا، وہ ادب ہی کی وجہ سے کیا اور جو گرا، ناکام ہوا، وہ بے حرمتی کی وجہ سے ہوا۔

تذکرۃ السامع والمتکلم

تذکرۃ السامع والمتکلم میں ہے، کہ طالب علم اپنے استاذ اور عالم کے کلام سے اسی وقت نفع اندوز ہوسکتا ہے، جب اس میں تین خصلتیں ہوں:

(۱) تواضع۔

(۲) علم کی حرص۔

(۳) استاذ کی تعظیم کیونکہ تواضع سے علم کی راہ کھلتی ہے، حرص وطلب پر علم کا فیضان ہوتا ہے اور استاذ کی تعظیم سے استاذ مہربان ہوتا ہے۔

اکابرین کے بیان کردہ اساتذہ کے حقوق

ہمارے اکابرین نے اساتذہ کے بعض آداب وحقوق تحریر فرمائیں ہیں، جن پر وہ عمل پیرا بھی تھے، استاذ کے سامنے نہایت ادب سے بیٹھے، جس سے تواضع اور خشوع وسکون جھلکتا ہو، اور ہمہ تن اس کی جانب متوجہ رہے، کسی ساتھی کی طرف نہ دیکھے، نہ اشارہ کرے، نہ مسکرائے، بغیر مجبوری دائیں بائیں اوپر نیچے نہ دیکھے، کوئی شور سن کر پریشان نہ ہو، اور اس کی جانب متوجہ نہ ہو، استاذ کے پاس بیٹھے ہوئے کسی چیز سے نہ کھیلے، انگلیاں نہ چٹخائے، تپائی وغیرہ کسی چیز پر ٹیک نہ لگائے، بغیر مجبوری کے نہ کھنکارے جمائی لے تو منھ نہ کھولے، کتاب کو تپائی پر زور سے نہ رکھے، نہ زور سے بند کرے، نہ پھینک کر مارے، دور سے بھی نہ پھینکے استاذ سے آگے نہ چلے، اس کی جگہ پر نہ بیٹھے، اس کے سامنے بلند آواز سے نہ بولے، اسکی منشاء معلوم کرنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا رہے، اور اسی کے مطابق عمل کرے، استاذ اگر کسی بات پر غصہ ہو جائے، تو اس کے سامنے منھ نہ بنائے، بلکہ معذرت اور خوشامد کر لے اور اس سے بات کرنا نہ چھوڑے، نہ اس کی صلاحیت وکمال سے بے اعتقاد ہو، بلکہ اس کے اقوال وافعال کی اچھی تاویل کرے، غرضیکہ کہ استاذ کی تعظیم اور ادب واحترام کا ہر موقع پر ہر طرح خیال رکھے، خدمت اسی کو کہتے ہیں بنا استاذ کے بتلائے اس کے کام کو پورا رکھے، جو طالب علم علم کا قدرداں ہوگا، اور جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت ہوگی، تو یقیناً اس کے دل میں استاذ کی عظمت بھی ہوگی، کیونکہ استاذ اللہ تعالی اور اس کے رسول کی ہدایات کو پہنچانے ہی کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

حکیم الامتؒ کا فرمان

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ جو کچھ ملا، وہ اساتذہ اور بزرگوں کے ساتھ ادب ومحبت اور تعلق رکھنے کے نتیجہ میں ملا۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا اپنے استاد کا ادب

33 حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے جس استاذ سے فارسی کتاب پڑھی اس کا بھی اتنا ہی ادب کیا کرتے تھے، جتنا اپنے شیخ کا کرتے تھے، اور فرماتے تھے: "من لا اَدب له لا علم له" جس طالب علم نے صرف محنت کی ہو اور اساتذہ کو راضی نہ رکھا ہو، اس کو قیمتی علم کبھی حاصل نہیں ہوتا، استاذ جس قدر خوش ہوگا، اس قدر علم میں برکت ہوگی، استاذ کو ہمیشہ راضی رکھنا چاہئے، اگر کسی وقت استاذ ناراض بھی ہوجائے فوراً معافی مانگ لینا چاہئے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ادب

ہمارے اکابرین کے ادب کا یہ حال تھا کہ امام ابوحنیفہؒ نے ایک بھنگی سے دریافت کیا کہ کتا کب بالغ ہوتا ہے اس نے جواب دیا، جب ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرنے لگے، اس کے بعد امام صاحبؒ کا یہ حال تھا کہ وہ جب بھنگی کو دیکھتے تو ادب سے کھڑے ہوجاتے اور ایک بات کے معلوم ہونے پر اس بھنگی کا ادب کرتے۔

حضرت الحاج قاری محمد اکرام صاحب کا ادب

اگر آپ ان باتوں کو قدیم زمانہ کی کہہ کر یہ جواب دیں کہ یہ اس دور کی بات تھی تو آپ خود اپنے ادارہ کا حال دیکھئے مثال سے بات سمجھ میں آتی ہے، ہمارے حضرت ناظم صاحب دامت برکاتہم جب کبھی اپنے مادر علمی مدرسہ اسلامیہ تجوید القرآن تشریف لے جاتے ہیں، جہاں آپ نے حفظ قرآن مکمل کیا، تو استاذ کے راستہ تک سے درسگاہ میں حاضر نہیں ہوتے اور آج بھی اس جگہ بیٹھتے ہیں، جہاں طالب علم استاذ کو بیٹھ کر سبق سناتا ہے اور اسی ادب کے ساتھ بیٹھتے ہیں، جس طرح استاذ کے سامنے دوزانو بیٹھتے تھے، آپ کا ادب یقیناً تاریخ کے اوراق میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

قابل قدر نصیحت

اس لئے طلباء عزیز! محنت جدو جہد کے ساتھ، تواضع وخاکساری کو گلے لگائے ہوئے اپنی تعلیم جاری رکھیئے اوراس بات کا خیال ضرور رہے کہ کسی استاذ کی شان میں کوئی گستاخی بے ادبی آپ کے کسی عمل سے سرزد نہ ہو، خدانہ کرے آپ کی شب و روز کی محنت رایئگاں چلی جائے، اللہ تعالی ہم سب کو با ادب بنائے، اور اپنے اساتذہ کی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

34

طالب علم اور اتباع سنت

اپنے علم میں حسن پیدا کرنے کیلئے ان چیزوں پر عمل کریں

طالبان علوم نبوت کو اپنے علم میں دوبالگی اور حسن ونکھار پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنتوں کی اتباع کرنیکی کوشش کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کرے، اور مشق کرے، چونکہ یہ زمانہ مشق وتمرین اور سیکھنے کا ہے، جب صحیح سے کام کو کرنا سیکھ لیا جائے گا، پھر اس پر عمل کرنے میں آسانی ہوگی، کھانے پینے میں، سونے جاگنے میں، لباس میں، وضع قطع میں، معاشرت ومعاملات میں، لین دین میں، خوشی وغمی میں، تنگی وفراخی میں غرض یہ کہ زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کے طور وطریق اور سنتوں کا پورا لحاظ رکھے، اس لئے کہ سنت پر مواظبت اور محافظت وپابندی ایسی اہم اور برکت کی شئ ہے جس پر عمل کر کے انسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور آپ کی دعائیں دنیا میں حاصل کرسکتا ہے، اور اس کی بدولت شہداء کا مرتبہ اور سید الاولین والآخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت آخرت میں پاسکتا ہے، اور بغیر اتباع سنت کے علم وعمل میں ترقیات اور کمال کے درجات حاصل نہیں ہوسکتے۔

حضرت مولانا سید علی مونگیریؒ کا فرمان

حضرت مولانا سید علی مونگیریؒ جو کہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے بانیوں میں سے تھے، وہ فرماتے تھے ’’کہ سب سے بڑی کرامت اتباع سنت ہے‘‘ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمان صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں ایک نسخہ بتاؤں، وہ یہ ہے ’’کہ ہم جو بھی کام کریں، اس میں سنت کا

لحاظ رکھیں، مثلاً جب کھانا کھائے، تو اکڑو بیٹھ کر یا ایک پیر کھڑا کر کے کھائیں، جب سوئیں تو دائیں کروٹ پر لیٹیں، کہ یہ سنت ہے، اسی طرح ہر کام کو استحضار کے ساتھ کریں، کہ یہ اللہ کے محبوب کی سنت ہے، چند روز کوئی اسطرح کر کے دیکھیں'' اگر وہ صاحب نسبت نہ ہو جائے میرا ذمہ ہے''۔

اخلاص اور جذبۂ حب رسول کے سبب بلندی ملتی ہے

ہمارے اکابر و اسلاف کا سب سے بڑا وصف اور اعلی کمال علم ظاہری کی بصیرت تامہ کے ساتھ ساتھ اخلاص وللّٰہیت اور جذبۂ حب رسول تھا، اسی اہم خصوصیت اور عظیم الشان صفت کے نتیجہ میں انہیں کمال اتباع بھی ہوا، جو ہر کمال کا سر چشمہ ہے، اطاعت رسول کی جذبات ان کی رگوں میں خون کے طرح دوڑتے تھے، شریعت محمدیہ کے ہر عمل پر مر مٹنے کو باعث عزت سمجھتے تھے، حب نبوی سے سرشار ہونا، شریعت مطہرہ کے رنگ میں رنگ جانا ان کا شیوہ تھا، اس بے بہا سرمایہ ہی کی وجہ سے وہ کمالات کی بلندیوں اور حیرتناک رفعتوں سے سرفراز ہوئے، بلندیوں نے ان کے قدم چومے، انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد اور نصب العین خدمت کلام حق اور اشاعت سنت رسول کو قرار دے کر اپنی تمام تر قوتوں اور صلاحیتوں کو اس پر قربان کردیا، ان کی صحبت صحابہ کرام کی یاد تازہ کردیتی تھی، اور بے پناہ عشق رسول کے جذبات دل کی گہرائیوں میں بھر دیتی تھی۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فرمان

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بڑے محدث اور مشہور بزرگ گذرے ہیں، دیوبند میں ایک جلسہ تھا، آپ اس میں تشریف لائے، ہزاروں کا مجمع تھا، جلسہ کے درمیان اذان ہوئی، آپ مسجد اس وقت پہنچے، جب مولانا یعقوب صاحبؒ نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے، اور تکبیر تحریمہ ہو چکی تھی، حضرت کو تکبیر تحریمہ فوت ہونے کا بڑا رنج ہوا، چنانچہ لوگوں نے آپ

کے چہرہ پر رنج وغم کے آثار ہویداں دیکھ کر سوال کیا، کیا بات ہوئی ؟ تو فرمایا ’’رشید احمد کے لئے اس سے بھی زیادہ غم کی کوئی اور بات ہوسکتی ہے کہ آج بائیس سال کے بعد اس کی تکبیر اولی فوت ہوگئی‘۔ 35

نبیؐ کی ایک ایک سنت سے محبت لازمی ہے

عزیزو! آپ کے اندر بھی وہی جذبہ موجود ہونا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت سے محبت لازمی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل سے دلی محبت ہو، ان کے کئے ہوئے ہر ایک کام سے آپ کو قلبی فرحت ہو، اوران تمام پرعمل کرنیکا جذبہ آپ کے اندر موجود ہو، تبھی آپ اپنی زندگی میں اپنے علم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے، اور دنیا میں آپ کو اپنے علم کا فائدہ اوراس کی برکت نظر آئے گی، اگر آپ نے اپنی زندگی میں سنت نبوی پر عمل کرنا ترک کردیا، تو آپ کا علم بے سود اور بے فائدہ ہوگا، اس لئے آج سے تمام طلباء عہد کریں، انشاء اللہ سنت نبوی کو اپنی زندگی میں عام کریں گے، اللہ تعالی ہم سب کو سنتوں کا عامل بنائے۔ (آمین)

طالب علم اور حسن نیت

ظاہری و باطنی آداب اختیار کرنا ضروری ہیں

طالب علم کی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے اور حقیقی علم کی دولت کو حاصل کرنیکے لئے جیسے ظاہری آداب کو اختیار کرنا اور اس کی رعایت کرنا ضروری ہے اسی طرح باطنی آداب کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے اور ان کو بروئے کار لانا اشد ضروری ہے، تحصیل علم کے باطنی امور میں سب سے مہتم بالشان اور اہم امر یہ ہے کہ طالب علم سب سے پہلے اپنی نیت درست کرے، اور طلب علم کے صحیح مقصد کو مستحضر رکھے، کیونکہ ہر عمل نیت کی درستگی سے ہی اللہ کے نزدیک عمل بنتا ہے، اور مقبولیت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اسی لئے علم دین بھی جب صحیح نیت سے حاصل کیا جاتا ہے تو قرب خداوندی کا ذریعہ اور باعث نجات بنتا ہے اور جب نیت فاسد ہو جاتی ہے تو یہی علم وبال جان اور باعث ضلالت و گمراہی بن جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کا فرمان

عبداللہ ابن مبارکؒ کا قول ہے کہ علم نیت سے شروع ہوتا ہے پھر بتوجہ سماعت ہے، پھر فہم ، پھر حفظ، پھر عمل اور پھر اس کی ترویج ہے۔

حضرت امام مالکؒ کا فرمان

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ علم کی طلب اور اس کی نشر و اشاعت بہت اچھی چیز ہے؛ لیکن جب نیت صحیح ہو، اچھی ہو، درست ہو۔

حضرت امام بخاریؒ اور نیت

حضرت امام بخاریؒ نے اپنی مشہور و شہرہ آفاق کتاب بخاری شریف میں سب سے پہلے اس روایت کو نقل کیا ہے: "انما الاعمال با لنیات" **اعمال کا دارومدار نیتوں کے اوپر موقوف** و منحصر ہوتا ہے اور بلاشبہہ ہر آدمی کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرے مدارس میں پڑھنے والے طلبا عام طور پر بد نیتی کا شکار ہوتے ہیں اور بد نیتی سے زیادہ بے نیتی کا شکار ہوتے ہیں کہ طلب علم میں ان کی کوئی نیت ہی نہیں ہوتی، کوئی مقصد سامنے نہیں، منزل کا کوئی تعین ہی نہیں، ہمیں کہاں تک پہنچنا ہے ہم کیوں پڑھ رہے ہیں، ہم سب اپنے والدین اعزا و اقارب، بہن بھائیوں کو چھوڑ کر کیوں آئے ہیں، تمام اوقات فارغ کر کے مدرسہ کیوں پہنچے ہیں، بس لاابالی پن اور بے مقصدیت میں زندگی گذار دیتے ہیں اور جیسے بد نیتی مضر ہے ایسے ہی بے نیتی بھی نقصان دہ و خسارہ کا باعث ہے لہذا آپ کے اندر نہ بد نیتی ہو اور نہ ہی بے نیتی بلکہ حسن نیت کے ساتھ علم حاصل کریں، اپنی نیت کو بار بار ٹٹولیں، اپنا مقصد متعین کریں، منزل کا تعین کریں کہ بغیر اسکے مسافر راستہ کی دشواریوں سے سہولت و عافیت کے ساتھ سرعت رفتار سے اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

تعلیم المتعلّم میں مرقوم ایک اہم پیغام

تعلیم المتعلم میں لکھا ہے کہ طالب علم کے دل میں یہ نیت نہ ہونی چاہئے کہ لوگ اس کا اعزاز واکرام کریں گے دنیا کے سامان عیش و راحت اس کی طرف کھچ کر چلے آئیں گے بادشاہ اور بڑے لوگ اس کے لئے کرسیاں خالی کریں گے۔

حضرت عمرؓ کا فرمان

حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ علم کو تین کاموں کے لئے مت سیکھو:

(۱) علماء سے جھگڑنے کے لئے۔

(۲) لوگوں پر فخر کرنے کے لئے۔

(۳) لوگوں کو دکھاوے کے لئے۔

اور تین کاموں کی وجہ سے مت چھوڑو:

(۱) طلب سے شرماتے ہوئے۔

(۲) علم میں بے پرواہی کرتے ہوئے۔

(۳) جہالت پر راضی رہتے ہوئے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا فرمان

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر اہل علم اپنے علم کی حفاظت کرتے اور اسے اس کے اہل میں رکھتے تو اپنے زمانے کے سردار بن جاتے، مگر انھوں نے علم کی صحیح قدر نہ جانی جس کے نتیجہ میں دنیا والوں کے سامنے ذلیل وخوار ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:"من تعلم علما لغير الله فليتبوأ مقعده من النار" (بحارالانوار) جو شخص رضائے الٰہی کے علاوہ دنیا کے لئے علم سیکھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

طالب علم کو امام غزالیؒ جیسی نیت رکھنی چاہئے

طلب علم میں نیت امام غزالی جیسی ہونی چاہئے ایک روز بادشاہ وقت مدرسہ نظامیہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے، اور مخفی طور سے طلباء کے خیالات کی آزمائش کی، چنانچہ ایک طالب علم سے پوچھا کہ آپ کس لئے پڑھ رہے ہیں، اس نے کہا میں اس لئے پڑھتا ہوں کہ میرے والد قاضی تھے میں بھی عالم بننے کے بعد قاضی بنوں، دوسرے، تیسرے اسی طرح کتنے ہی طلباء سے پوچھا سب نے ایسی ہی غرضیں بتلائیں، بادشاہ کو بہت غصہ آیا، افسوس کہ علم دین اس لئے حاصل کیا جارہا ہے، اور ہزاروں روپئے برباد ہورہے ہیں، ایک طالب علم

ایک گوشہ میں بیٹھا کتاب دیکھ رہا تھا، اس سے بھی معلوم کیا اس نے جواب دیا، کوئی ہے جو آسمان وزمین کا مالک ہے اور مالک کی اطاعت ضروری ہوتی ہے کہ اس کی مرضیات پر عمل کیا جاوے، میں اسی لئے پڑھ رہا ہوں تا کہ اس کی مرضیات معلوم ہوں، بادشاہ سن کر خوش ہوا اور کہا میں بادشاہ ہوں میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ اس مدرسہ کو توڑ دوں گا مگر تمہاری وجہ سے یہ مدرسہ باقی رہے گا، یہی وہ طالب علم تھے جو بعد میں چل کر امام غزالیؒ کے نام سے مشہور ہوئے اور زبردست علمی خدمات انجام دیں جن کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

نیت کی تصحیح کر کے مقصد متعین کریں

لہٰذا تمام طلباء حسن نیت کے ساتھ اپنی تعلیم میں محنت کریں اور علم کو صرف رضائے الٰہی کی خاطر حاصل کریں، ورنہ یہی علم آپ کے لئے وبال جان ہوگا اور آپ کی اخروی زندگی خراب ہوگی، اپنی نیتوں کو صحیح کریں، مقصد متعین کریں، پھر اس کے پیچھے اس کو حاصل کرنے کی دھن میں لگیں، جب آپ کی نیتیں صحیح ہونگی تبھی آپ حدیث شریف میں وارد بشارتوں کے مستحق ہونگے۔

علم کی تلاش میں نکلنے والے کیلئے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے

حدیث شریف میں آتا ہے: "من سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له طريقا الى الجنة " (رواہ مسلم) جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستہ پر چلے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیں گے، اس حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر حسن نیت کے ساتھ علم کی طلب میں مشغول انسان اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے اس لئے آپ نیتوں کی درستگی کے ساتھ علم کی تحصیل میں مشغول ہوں تبھی آپ اس پر خوار وادی سے بسہولت وآسانی نکل سکتے ہیں اور کامیابی آپکے قدم بوس ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم حاصل کرنے کی تئیں اپنی نیتوں کی درستگی کی توفیق عطا فرمائے۔

لفظ ''کل'' ایک بہت بڑا دھوکہ

ایک دھوکہ

طالب علم کی زبان پر ایک لفظ ''کل'' بڑے شدومد سے سنا جاتا ہے، ہر طالب علم کسی مشکل اور کٹھن کام کو دیکھ کر لفظ کل ہی زبان سے نکالتا ہے، اوراس میں کوئی ارادہ یا اچھی نیت نہیں ہوتی بلکہ زبان زد ہونیکی وجہ سے کل ہی بولتا ہے، یہ لفظ کل ہر انسان کی زندگی میں بہت بری چیز ہے، یہ انسان کو وقت ضائع کرنے پر آمادہ نہیں ہونے دیتا، اورافسوس سے بچاتا رہتا ہے، یہ شیطان کا دلاسہ ہے، اس کے مکروفریب کا جال ہے، کہا جاتا ہے کہ انسان کی زبان میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے، جو کل کے لفظ کی طرح اتنے گناہوں، اتنی حماقتوں، اتنی وعدہ خلافیوں، اتنی خشک امیدوں، اتنی غفلتوں، اتنی بے پرواہیوں، اوراتنی برباد ہونیوالی زندگیوں کے لئے جواب دہ ہو، کیونکہ اس کی آنے والی کل آتی نہیں یا پھر ایک گذری ہوئی کل ہوتی ہے جس کو ہم کبھی واپس نہیں لا سکتے، اور فردائے قیامت ہر ایک انسان پر آنے والی کل یعنی موت قیامت نہ معلوم کب آجائے، بہت دور بھی ہے اور قریب بھی ہے، ان دونوں قسموں کے کل کو ہم آج پر مستغرق نہیں کر سکتے، آج پر محمول نہیں کر سکتے، وقت جب ایک دفعہ گذر گیا، اب وہ گذر گیا اس کو پڑا رہنے دیجئے، اب اس کے ساتھ کچھ اورنہیں ہوسکتا سوائے اس کے کہ اس کی قبر پر آنسو بہائے جائیں، آپ طلباء کو آج کی جانب لوٹنا چاہیے، سستی وکاہلی کو تج کر کے چستی وپھرتیلی میں تبدیل کیجئے، ایک ہندی شاعر کا مقولہ ہے: ؎

کل کرے سو آج کر آج کرے سو اب
پل میں پرے ہوئے ہے پھر کرے گا کب

داناؤں کے رجسٹر میں لفظ کل کبھی نہیں ملتا

داناؤں کے رجسٹر میں لفظ کل کبھی نہیں ملتا، یہ تو محض بچوں کا بہلاوا ہے، کہ فلاں کھلونا تم کو کل دیا جائے گا یہ تو ایسے افراد کے استعمال کا لفظ ہے اور ایسے انسانوں کے کام آنیوالی چیز ہے جو صبح سے شام تک خیالی پلاؤ پکاتے رہتے ہیں، اور شام سے صبح تک خواب دیکھتے رہتے ہیں، کامیابی کے راستہ پر بے شمار اپاہج سسکتے ہوئے کہہ رہے ہیں، کہ ہم نے اپنی تمام عمر کل کے تعاقب میں کھودی، افسوس ہے ان بدنصیب انسانوں پر جن کی تجاویز صرف اس کل کے لفظ نے پوری نہ ہونے دی، لفظ کل نالائق کاہلوں کی جائے پناہ ہے، جو کام وقت پر آسانی سے کیا جا سکتا ہے، وہ ہفتوں اور مہینوں تک پڑا رہنے سے وبال جان معلوم ہونے لگتا ہے، اور غفلت ولا پرواہی ہر روز کاہلی بڑھاتی رہتی ہے۔

وقت کو ضائع کرنا خودکشی کے مترادف

سچ اور حقیقت یہ ہے کہ وقت ضائع کرنا خودکشی کے مترادف ہے، فرق صرف اتنا ہے، کہ خودکشی ہمیشہ کیلئے زندگی سے محروم کر دیتی ہے اور تضییع اوقات وقت کو ضائع و برباد کرنا ایک محدود زمانہ تک زندہ کو مردہ بنا دیتا ہے یہی منٹ، گھنٹے اور دن جو غفلت اور بیکاری میں گذر جاتے ہیں اگر ان کا حساب کر لیں، تو ان کی مجموعی تعداد مہینوں نہیں بلکہ برسوں تک پہنچ جاتی ہے، اگر کسی سے کہا جائے کہ آپکی عمر کے دس پانچ سال کم کر دئے گئے، تو یقیناً اس کو سخت صدمہ ہوگا، لیکن وہ معطل بیٹھا ہوا خود اپنی عمر عزیز کو برباد کر رہا ہے، مگر اس کے زوال پر اس کو کچھ افسوس نہیں ہوتا اور دائمی ہمیشہ کے لئے سوز و گداز میں رہتا ہے، اگرچہ وقت کا بیکار کھونا عمر کا کم کرنا ہے۔

وقت کو ضائع کرنیوالا ذہنی، جسمانی اور روحانی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے

لیکن اگر یہی نقصان ہوتا، تو چنداں غم نہ تھا لیکن بہت بڑا نقصان اور خسارہ ہے جو بیکاری

اور تضیع اوقات سے ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بیکار آدمی کے خیالات ناپاک ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کے جسمانی وروحانی عوارض میں مبتلا ہو جاتا ہے حرص وطمع، ظلم وستم، چغل خوری، حسد وکینہ، ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگنا، ایک دوسرے کی تئیں بدگمانی کرنا، اپنے دماغ اور اندازے سے دوسرے کے خلاف خوش گپیوں میں مبتلا ہونا عموماً یہ سب خبیث عادتیں انہیں کے اندر ہوتی ہیں جو معطل اور بیکار ہوتے ہیں، جب ان کا ذہن کسی اچھے یا علمی وعملی میدان میں مشغول نہیں ہوتا، کتابوں سے ان کا تعلق پختہ نہیں ہوتا، اکابرین کے طرز عمل پر ان کی توجہ نہیں رہتی انبیاء کے طریقہ پر ان کی نظر نہیں پڑتی، تو ان کا ذہن ان کاموں کی جانب مبذول ہوتا ہے، جب تک انسان کی طبیعت اور دل ودماغ نیک اور مفید کاموں میں مشغول نہیں ہوگا، اس کا میلان ضرور بضرور بدی اور برائی اور معصیت کی جانب رہے گا۔

انسان کو اپنے اوپر نگراں رکھنا چاہئے

انسان اسی وقت صحیح انسان بن سکتا ہے جب وہ اپنے وقت پر نگراں رہے، ایک لمحہ بھی فضول نہ کھوئے ہر کام کے لئے ایک وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر کرے، اگر آپ غور کریں تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے، کہ تقریباً اسی فیصد انسان یہ نہیں جانتے کہ اپنے وقت کا زیادہ حصہ کہاں اور کیوں صرف کرتے ہیں جو شخص دونوں ہاتھ اپنی جیب میں ڈال کر گھومتا ہے تو وہ بہت جلد اپنا ہاتھ دوسروں کی جیب میں ڈالنے والا بن جاتا ہے آپ خوشی کی حالت میں ہوں یا غم واندوہ کی کیفیت طاری ہو تکلیف سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ ہے کہ کبھی آپ کا وقت فارغ نہ ہونے پائے سستی نسوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح لوہے کو زنگ اس لئے وقت کو روک کر اس کو قابو میں لانا چاہئے۔

وقت ایک ایسی دولت ہے جس کا کوئی بدل نہیں

وقت ایک ایسی دولت ہے جو پوری دنیا کو یکساں اور برابر ملی ہے جو اشخاص اس خزانہ کو

معقول طور سے اور مناسب موقع پر کام میں لاتے ہیں جسمانی اور روحانی مسرت ان کو حاصل ہوتی ہے، یہ وقت انسان کو اعلی مراتب پر فائز بھی کرتا ہے جو اس کی قدر کرتا ہے اور یہی وقت انسان کو اسفل اور تحت الثری میں بھی پہنچا دیتا ہے جو اس کی ناقدری کرتا ہے، اور صحیح استعمال 39
نہیں کر پاتا۔

وقت کی قدر کرنے والے اعلی مرتبہ پر فائز ہوئے

آپ کسی عالم دین کا نام لیں یا کسی غیر عالم کا کسی مسلمان کا نام لیں یا کسی غیر مسلم کا جو کسی اعلی مرتبہ پر فائز ہوا ہو اس کی زندگی کا سب سے اہم کارنامہ، اس مرتبہ پر نافذ کرنیوالا وقت کی قدر و قیمت ہوگا، اس لئے تمام طلباء عہد کریں کہ وقت کا صحیح استعمال کریں گے اگر آپ کو بھی کچھ بننا ہے، تو وقت کی قدر اور اس کو اچھے مصرف میں استعمال کرنا پڑے گا اللہ تعالی ہمیں وقت کی قدر اور اس کے صحیح استعمال کی توفیق سے نوازے۔

محنت اور اس کے فوائد

فن سے مناسبت پیدا کرنے کیلئے اسکا ذوق ہونا ضروری ہے

کسی بھی فن سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے اندر اس فن کا ذوق ہو، اس فن سے لگاؤ ہو، دلچسپی ہو، اور اس ذوق کے لئے مطالعہ و کتب بینی لازم ہے تعلیمی میدان میں مطالعہ کی ضرورت و اہمیت ایسے ہی ہے جیسے بدن کی بقاء و تحفظ کے لئے غذا کی ضرورت و اہمیت، اچھی غذا سے اچھا بدن پرورش پاتا ہے، اسی طرح اچھی کتابوں کے مطالعہ سے اچھا ذہن و فکر تیار ہوتا ہے، جس طرح کھانے پینے میں طبی ضابطوں اور اصولوں کی رعایت ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ذہن و فکر کی ترقی کے لئے لکھنے پڑھنے کے اصولوں کی رعایت بھی ضروری ہے، کسی چیز کو سرسری طور پر پڑھ لینا کافی نہیں بل کہ بار بار پڑھنے سے ہمارے اور کتاب کے درمیان کلمات و الفاظ کے درمیان رشتہ و شناخت پیدا ہوتا ہے، اور آہستہ آہستہ کتاب سے گہرے تعلقات قائم ہو جاتے ہیں، اور کتاب سے دوستی ہو جاتی ہے، اور جب کتاب کو محبوب سمجھا جائے تو بہت جلد دروازے کھل جاتے ہیں پھر ہمیں الفاظ و کلمات کے مزاج سے واقفیت حاصل ہو جاتی ہے، اور پھر ان کے درجہ حرارت کا علم ہوتا ہے، مطالعہ ہر لکھنے اور پڑھنے والے شخص کی پہلی اور آخری ضرورت ہے، مطالعہ کے بغیر ہماری مثال اس غبارہ کی طرح ہے جس میں ہوا نہ ہو۔

کتابوں سے دوستی کامیابی کی دلیل ہے

علمی دنیا میں جن لوگوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے اگر آپ ان کی زندگی میں جھانکیں، تو اندازہ ہوگا، کہ وہ کتابوں اور مطالعہ کے دوست تھے، مطالعہ کے بغیر استعداد نہیں

بنتی اور نہ ہی علم میں کمال پیدا ہوتا ہے مطالعہ استعداد کی کنجی ہے، اسی طرح سبقاً اور آموختہ پارہ اشد ضروری ہے، جس کے بغیر ایک طالب علم کو قرآن پاک یاد نہیں ہوسکتا۔

40

مطالعہ ایک درخت کی مانند ہے

مطالعہ ایک درخت ہے اور درخت بغیر پانی کے سرسبز وشاداب نہیں ہوتا، اسی طرح علم میں بغیر مطالعہ کے کمال پیدا نہیں ہوتا، جو طالب علم اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتا ہے اسکو چاہئے کہ رات کے اوقات کو علمی مشاغل میں گذارے، اور سبقا وآموختہ پارہ کی کبھی ناغہ نہ کرے۔

مشہور ادیب علی طنطاویؒ کے مطالعہ کی شرح

عالم عربی کے مشہور ادیب علامہ طنطاویؒ نے اپنے بارے میں لکھا ہے کسی دن تک تین تین سوصفحات تک مطالعہ کرتا، میرے عام مطالعہ کی شرح ۱۳۴۰ھ سے لیکر ۱۴۰۲ھ تک سوصفحہ سے کم نہیں رہی، پورے باسٹھ سال تک میرا یہی معمول رہا، اور یہ اس وجہ ہوا، کہ استاذ جس جانب بھی اشارہ کرتے، ہم اس طرف لپک پڑتے اور اس پر عمل کر کے ہی چھوڑتے۔

مطالعہ کی کثرت کے بدولت بینائی کھودی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے شوق مطالعہ وکتب بینی کی وجہ سے اپنی ایک آنکھ کھودی تھی، آپ ہمیشہ کے لئے ایک آنکھ سے محروم ہوگئے، لیکن اس بے مثال مطالعہ نے ان کو وہاں پہنچایا جہاں بہت کم لوگ پہنچ پاتے ہیں، عرب وعجم نے ان کے فضل وکمال کی شہادت دی، اور ایسا فضل وکمال جس کا دشمنوں نے بھی اعتراف کیا۔

مطالعہ سے سوچ وفکر میں وسعت پیدا ہوتی ہے

مطالعہ سے فکر وتوجہ میں یکسوئی اور نظر میں وسعت پیدا ہوتی ہے پھر انسان دور تک دیکھتا

اور سوچتا ہے، دور اندیشی و دور بینی کتابوں میں غواصی کے بعد ہی نصیب ہوتی ہے مضمون کتاب کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے علم میں دو بالگی اور عقل میں پختگی پیدا ہوتی ہے، شخصیت کے اندر انفرادیت وامتیازی صفت پیدا ہوتی ہے، ذوق وسلیقہ کا تعلق دنیا کے ہر کام سے ہے، ایک معمار کو مدتوں کام کرنے کے بعد اس کے اندر مہارت پیدا ہو جاتی ہے، اور پھر ایک خاص تجربہ ہو جاتا ہے۔

ماہر طباخ اور طبیب حاذق کی پہچان

ایک شخص بار بار کھانا پکانے کی وجہ سے ماہر طباخ اور باورچی بن جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو اتنا تجربہ ہو جاتا ہے کہ دیگ کی بھانپ سے بو محسوس کر کے اسکے اچھے یا برے کی نشاندہی کر دیتا ہے، ایک ماہر نبض شناس، طبیب حاذق نبض پر انگلی رکھ کر اندرونی کیفیات کا اندازہ لگاتا ہے، ٹھیک اسی طرح ایک زبان کا ماہر، کتب بینی کا شوقین جس نے لائبریریوں کی الماریاں چھانی ہوں، کتابوں کے سمندر میں غوطہ زنی کی ہو، اور غیر معمولی محنت کی ہو، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں ان کی بات مان کر زندگی گذاری ہو، تو پھر وہ علوم وفنون کی ہر کتاب کا شیدائی ہوتا ہے، پھر ایک وقت وہ آتا ہے، کہ علم کا بحر بیکراں ہوتا ہے، علم کا سمندر جیسے القاب سے اس کو نوازا جاتا ہے۔

صرف آرزؤں اور تمناؤں سے علم حاصل نہیں ہوتا

لیکن اس مقام تک پہنچنے کے لئے محنت اشد ضروری ہے صرف آرزؤں اور تمناؤں سے یہ چیز حاصل نہیں ہوتی اور سال دو سال کی محنت بھی پورے طور پر رنگ نہیں لاتی بلکہ سالہا سال تک کتابوں کی ورق گردانی پڑتی ہے راتوں کو جاگنا پڑتا ہے، حقیقی علم راتوں کو جاگ کر ہی ملتا ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے مطالعہ میں وسعت پیدا کریں اور جو طلباء قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں وہ دل و جان سے محنت کریں اور تاریخ میں اپنا ایک مقام بنائے، اللہ تعالی محنت کا ذوق عطا فرمائے۔ آمین

محاسبۂ نفس قوموں کی ترقی کا ضامن

محاسبہ کرنے والی قوم جلد ترقی کرتی ہے

محاسبہ جس قوم کے اندر ہوتا ہے وہ قوم ترقی کی منزلیں جلد طے کرتی ہے، بلند مقامی اس کے قدموں میں آ گرتی ہے، اس کی آخرت کامیاب ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا بھی کامیاب و بامراد ہوتی ہے، دنیا میں جتنے بھی اسکالرس، تھنکرس گذرے ہیں وہ چوبیس گھنٹوں میں سے دس منٹ اپنے محاسبہ کے لئے رکھتے تھے، جس میں وہ بیٹھ کر گذرے ہوئے اوقات کے بارے میں سوچتے اور غور کرتے، اور اس کو اپنی ذاتی ڈائری پر تحریر کرتے، جس سے ان کے دل میں وقت کی قدر باقی رہتی، اس کی اہمیت وفضیلت کا احساس ان کے ذہنوں سے محو نہ ہو پاتا، وقت کی قدر اور اس کے ضیاع کے اوقات معلوم ہو جاتے مزید یہ فائدہ ہوتا کہ ان کی تحریر میں دوبالگی پیدا ہو جاتی، ان کے قلم کو جلا ملتی، آج بھی اکابرین اور ہمارے اساتذہ کا یہ عمل جاری وساری ہے، اور اس کی تلقین کی جاتی ہے، کہ اگر وقت کا احساس دامن گیر ہو جائے، تو انسان بڑی کامیابی اور دنیا کے اندر قدر ومنزلت پا سکتا ہے،

خطیب العصر حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی ڈائری

خطیب العصر حضرت مولانا سید محمد سلمان حسینی ندوی دامت برکاتہم آج بھی ڈائری لکھتے ہیں جس کی کئی جلدیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر عربی ادب کا ذوق وشوق بڑھانے میں اہم رول ادا کر رہی ہیں، جن میں معلومات کا خزینہ اور حضرت کی زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ مرقوم ہے۔

وقت افراداورقوموں کا سرمایہ

وقت افراداورقوموں کا سرمایہ ہے،ترقی کی وہ راہیں جواس سرمایہ کےٹھیک استعمال ہی کی بدولت طے ہوسکتی ہیں ،انہی افراد کے حصہ میں آتی ہیں ، جواس گرانمایہ پونجی کا صحیح استعمال کرتے ہیں ،فردانسانی معاشرہ کا جز ہے،اورافراد ہی کے ہاتھوں میں قوموں کی تقدیرہوتی ہے کسی قوم کے زوال کی پہلی علامت یہ ہے کہ اس کے افرادضیاع وقت کی آفت کاشکار ہوں۔

مسلمان قوم ایک درخشاں تاریخ رکھتی ہے

مسلمان قوم جوایک درخشاں تاریخ رکھتی ہے وقت کی قدراس کے مذہبی فرائض میں داخل ہے،اور یہ اس کی تاریخی خصوصیت ہے وہ صدیوں تک پوری دنیا پر چھائی رہی ،علم وحکمت کے میدانوں میں بڑھتی اورترقی کی سیڑھیاں چڑھتی رہی ،علم ودانش کی درسگاہوں کے ساتھ ساتھ حکومت کے ایوانوں اوردرباروں میں بھی یہ سبق سکھایا جاتا تھا، کہ وہ کام جوفائدہ سے خالی ہوچکا ہے کتنا ہی حیرت انگیز کیوں نہ ہو، کمال زندگی نہیں ،زوال زندگی ہے۔

مغربی ممالک وقت کے قدردان ہیں

آج مغرب مادی ترقی کی جن شاہ راہوں پرگامزن ہے،اس نے سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کے جومراحل طے کئے ہیں ،اورفلسفہ وحکمت کی جن بلندیوں پرکمندیں ڈالی ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ مغربی معاشرہ ہزارخرابیوں کے باوجودوقت کی اہمیت اورقدر کرتا ہے،اس کوکام میں لاتا ہے،افراد کی صلاحیتوں کوبروئے کارلانے کے لئے مواقع فراہم کرتا ہےاورعلم وحکمت کی تلاش وجستجو کاایک جذبہ اپنے اندررکھتا ہے،اورظاہر ہے کہ ہر کام کیلئے ایک وقت اور ہروقت کے لئے ایک نظام کاپابندمعاشرہ ہی جلدترقی کرسکتا ہے۔

42

علامہ شبلیؒ کا بیان کردہ واقعہ

ان کے دل میں وقت کی قدر اور علم کا کتنا جذبہ ہے، وہ علامہ شبلی نعمانیؒ کے اس واقعہ سے ہو سکتا ہے آپ نے لکھا ہے، ہم پر لطف سفر کر رہے تھے جیسے ہی میں سو کر اٹھا تو ایک ہم سفر نے کہا، جہاز کا انجن ٹوٹ گیا ہے، میں نے دیکھا، تو واقعی کپتان اور جہاز کے ملازم گھبرائے پھر رہے تھے، انجن بالکل بیکار ہو گیا تھا، اور جہاز آہستہ آہستہ ہوا کے سہارے چل رہا تھا، میں سخت طور پر گھبرایا، اور نہایت ناگوار خیالات دل میں آنے لگے، اس پریشانی میں میں اور کیا کرتا، ایک پروفیسر کے پاس گیا، وہ اس وقت نہایت اطمینان کے ساتھ کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے، میں نے ان سے کہا، آپ کو کچھ خبر بھی ہے؟ بولے ہاں انجن ٹوٹ گیا ہے، میں نے کہا: آپ کو کچھ بھی اضطراب نہیں، بھلا یہ کتاب دیکھنے کا موقع ہے، فرمایا، اگر جہاز کو برباد ہی ہونا ہے تو یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے، اور ایسے قابل قدر وقت کو برباد کرنا رائیگاں کرنا بالکل بے عقلی ہے، ان کے استقلال اور جرأت سے مجھ کو اطمینان نصیب ہوا۔

معاشرہ کی اچھائیاں غیروں نے اپنالی

یہ چیز مسلمانوں کے اپنانے کی تھی، مدارس کے طلباء کے عمل کرنے کی تھی، جن کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں، جن کے کام بہت اہم واعلی ہیں، اور اعلی صلاحیت چاہتے ہیں، لیکن اس کو مغرب نے اپنایا ہے،، افسوس یہ ہے، جن چیزوں کو لینا چاہئے تھا اس معاشرے میں جو اچھائیاں تھیں، وہ نہیں لی بلکہ برائیاں من کو بھا گئی، طبیعت کو پسند آ گئی وہ لے بیٹھے، جس سے مسلمان والدین ہی کو نہیں بلکہ ان کی اولا دو احفاد کو بھی سخت نقصان پہنچا۔

طلبہ کے لئے موبائل سم قاتل

آج مسلم معاشرہ میں پیدا ہونے والے بچے کی زندگی کو برباد کرنے کے لئے ہزار جال

بچھائے گئے ہیں، موبائل، ویڈیو گیم، ٹی وی، میچ، اور فحش لٹریچر اخبارات کا ایک سیلاب بلاخیز ہے، جس میں اس کی معصوم زندگی کے حسین اور کارآمد لمحات ضائع اور بے فائدہ بہتے چلے جارہے ہیں، تعلیم کا وہ زمانہ جو درحقیقت انسانی عمر کی ناپختہ ٹہنی کے برگ وبار کا زمانہ ہوتا ہے، اگر وقت کی قدر کے صحت بخش چشموں سے اس کو سیراب کیا گیا، تب تو یہ ٹہنی آگے ایسے سایہ دار درخت کی شکل اختیار کرے گی جس کی شاداب شاخیں ہزاروں درماندہ وبے سکون انسانوں کے لئے پرسکون چھاؤں فراہم کرسکتی ہیں، لیکن اگر اس ٹہنی کو ضیاع وقت کی ڈیمک لگ گئی، تو دوسروں کے لئے سامان راحت کی فراہمی تو کیا، خود اپنی شادابی وسرفرازی سرخروئی وسربلندی سے اور زندگی سے بھی محرومی ہوسکتی ہے۔

مدارس میں پڑھنے والے نوجوان قوم کا مستقبل ہیں

جامعات و مدارس میں پڑھنے والے نوجوان جو قوم کا مستقبل اور سرمایہ ہیں، ان کے اوقات کا ایک بڑا حصہ موبائل، اور فضول مجلسوں کی نذر ہو جاتا ہے، محفل سجا سجا کر گھنٹوں گھنٹوں لایعنی مشغلہ ان کی ایک محبوب عادت بن گیا ہے، چھٹیوں کا طویل زمانہ بغیر کسی نظام الاوقات اور مفید مشغلہ کے یونہی گذر جاتا ہے، اور تعلیم کا زمانہ پورا کر کے نکلتے ہیں تو زبان حال سے کہتے ہیں: ؎

اٹھا میں مدرسہ وخانقاہ سے غمناک
نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ

بعد میں پچھتاوا کسی کامیابی کا سبب نہیں بنتا، صرف ذہنی الجھن کا مداوا ہوتا ہے اللہ تعالی ہم سب کو اپنے وقت کی قدر اور دوسروں کے اعمال پر تجسس کے بجائے اپنے محاسبہ کی توفیق سے نوازے۔ آمین

مسلمان مصنّفین کے عظیم تصنیفی کاموں کا راز

اکابرین کی تالیفات وتصنیفات

امام محمدؒ کی تالیف کے بارے میں علماء نے لکھا ہے، کہ آپ نے ایک ہزار کتابیں لکھی ابن جریرؒ نے تین لاکھ اٹھاون ہزار اوراق لکھے، علامہ باقلانیؒ نے صرف ایک فرقہ معتزلہ کے رد میں ستر ہزار اوراق لکھے، امام غزالیؒ نے اٹھتر کتابیں لکھی جن میں صرف یاقوت التاویل ۴۰؍ جلدوں میں ہے، ابن جوزیؒ کے انتقال کے وقت آخری غسل کے واسطے پانی گرم کرنے کے لئے وہ برادہ کافی ہوگیا تھا، جو صرف احادیث لکھتے ہوئے قلم بنانے میں جمع ہو گیا تھا، مشہور مسلمان فلسفی ابن سینا کی تصانیف الحاصل والمحصول ۲۰؍ بیس جلدوں میں، الانصاف بیس جلدوں میں، الشفاء اٹھارہ جلدوں میں، لسان العرب اٹھارہ جلدوں میں اور اس طرح کئی تصانیف کتنی ہی جلدوں میں ہے، نوی صدی ہجری کے مشہور محدث حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی فتح الباری شرح بخاری ۴۴؍ جلدوں میں ہے، علامہ عثمانؒ کی رقم کردہ شرح بخاری نصر الباری ۲۰؍ جلدوں میں ہے، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ ہے، ابھی حال ہی میں مشہور اسلامی اسکالر ڈاکٹر محمد اکرم صاحب ندوی کا منفرد کارنامہ ’’الوفاء بأسماء النساء‘‘ محدثات ۴۳؍ جلدوں میں منظر عام پر آیا ہے، ان اسلاف واکابرین کے علاوہ مزید نام بھی لئے جاسکتے ہیں۔

وہ قلمی خزانہ جو حوادثات کی نذر ہو گیا

تصنیف وتالیف کے میدان میں ان عظیم مسلم مصنّفین کی تصنیفات کا کچھ حصہ تو بچ گیا، اور

اس کے باوجود ایک حصہ وہ ہے، جو حوادث زمانہ کی نذر ہو گیا، تاریخ میں آتا ہے کہ تاتاریوں کی بربریت نے جب بغداد کا رخ کیا، تو انسانوں کی تباہی کے ساتھ ساتھ بغداد کے عظیم اسلامی کتب خانوں کو بھی دجلہ کے حوالہ کر دیا گیا، کہا جاتا ہے، کہ کاغذ کی سیاہی کی وجہ سے ایک عرصہ تک نہر کا پانی کالا بہتا رہا۔

شب وروز نوافل بھی ان کا معمول تھا

یہ حضرات دن رات لکھتے ہی نہ تھے، بلکہ شب وروز سینکڑوں نوافل ان کے معمولات کا حصہ تھا، آخری رات میں شب بیداری آہ سحر گاہی کے پابند تھے، مختصر مدت میں قرآن شریف کا ختم ان کے معمولات کا حصہ تھا رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال تھا، طلباء اور عوام کیلئے علمی مشغلہ کا مستقل انتظام تھا، ذکر واذکار کی محفلیں بھی سجتی تھیں، غریبوں وناداروں کی دستگیری بھی فرماتے تھے، مزید یہ کہ آج کے دور کی سہولتیں بھی اسوقت ناپید تھی، مشکلات و مشقت کی زندگی تھی، زندگی کی ہر قوت کو مشقت کا ایک سامنا تھا، اور ہر صلاحیت ایک پیشانی کے مقابل تھی، لکھنے کے لئے آج کا رواں دواں قلم ایجاد نہ ہوا تھا، بلکہ نرکل کی لکڑی اور دوات جہاں ہر سطح پر قلم روشنائی میں ڈبونا پڑتا تھا، پھر کاغذ و کاپی دستہ اور جسٹر کی یہ فراوانی کہاں، یہ اس قلم کی کرامت تھی، اور ان اصحاب کی محنت کا نتیجہ تھا، کہ چمڑوں اور ہڈیوں کی ناہموار سطح پر بھی ان کے قلم اشہب کا سفر جاری رہتا، اس زندگی کی راتیں روشنی کی زبوں حالی کا شکار تھی، کہاں آج یہ بجلی کا جھلمل کرتا ہوا عالم اور کہاں وہ ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی اداس روشنی، لیکن آہ، اس چراغ کا انتظام بھی ہر ایک کے بس کی بات نہیں تھی، پڑوسیوں کی قندیلوں میں رات رات بھر مطالعہ کرتے، بازاروں میں کھڑے ہو کر وہی پر کوئی چیز بچھا کر پوری رات اسی طرح پڑھتے اور لکھتے گذر جاتی، دکاندار رات بھر اپنی دکان کی رکھوالی کے طور پر ایک چراغ دے دیتا، اس کی روشنی میں رات کا اکثر حصہ مطالعہ میں گذر جاتا، پھر آج کی طرح کتابیں مدون نہیں تھی، آج تو حلوا ہے وہاں تو فنون سے باتیں اخذ کرنی پڑتی تھی، مشقت

کے ان پہلوؤں کو سامنے رکھئے، اور ان کے عظیم کاموں کو دیکھئے، یہ بھی نہیں کہ ان کا قلم چل گیا تو بس جیسے تیسے چل گیا، بلکہ علم و معرفت کی گلریزی کرتا تھا، شریعت و تصوف کے گل بوٹے کھلا تا تھا حدیث و فقہ و تفسیر کے دریچہ وا کرتا تھا، یہ بھی نہیں کہ ان کی عمروں نے ان کے ساتھ زیادہ 44
دنوں تک وفا کی ہو، اور انہوں نے طویل عمریں پائی ہوں، اور اس دنیائے فانی میں انہوں نے بے تحاشا زندگی گذاری ہو، نہیں۔

میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہونگی

اکثر کی زندگی نے وہی ساٹھ ستر کی بہاریں دیکھ کا اپنا سفر ختم کیا، جس کی پیشین گوئی نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق فرمائی تھی ''میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہوں گی''۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھیں گے، پھر یہ بھی نہیں، کہ وہ دنیا کے جھمیلوں سے فارغ تھے، بلکہ دنیا اپنے جھمیلوں اور رنگینیوں کے ساتھ آتی رہی، اور ہر جھمیلا ہر رنگینی اپنے ساتھ سامان غفلت لاتی رہی تاہم اس سے ان کے عشق علم پر کوئی حرف نہیں آیا، کیونکہ علم ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، اس میں نت نئی تحقیقات ان کی محنتوں کا مرکز تھی، اور فکر و نظر کی نئی راہوں کی تلاش ہی ان کی جدو جہد کی نئی منزل تھی، سرکاری بڑے بڑے عہدے مناصب وہ صرف اس وجہ سے ٹھکرا دیتے کہ اس سے ان کا علمی ماحول متاثر ہوگا، علم کے اس جذبہ اور محنت کے اس عزم و حوصلے کے ساتھ ساتھ سب سے بڑھ کر بات یہ تھی، کہ ان کی زندگی نظام الاوقات کی پابند تھی، وقت کی قدر تھی اور زندگی کی ایک ایک سانس کی قیمت وصول کرنیکی فکر دامن گیر تھی اور یہی ان کے عظیم تصنیفی کاموں کا راز تھا، فکر و نظر کا وہ کونسا میدان ہے جس میں مسلمانوں کے تاریخی نقوش ثبت نہ ہوں، آج بھی جو قومیں ترقی کی جن شاہ راہوں پر گامزن ہیں، چاہے اس کا تعلق سائنس و فلسفہ سے ہو یا طب و جغرافیہ اور فلکیات و نفسیات سے ہو، ان سب کے بنیادی مراحل کی تعمیر میں اسلامی تاریخ کی علمی محنتوں کا خون شامل ہے، کروڑوں رحمتیں نازل ہوں

ان بزرگوں پر جن سے ہماری تاریخ کی عظمتیں وابستہ ہیں، اور جو حیات ہیں، خدا تعالی ان کو صحت و عافیت کے ساتھ طویل العمر سلامت رکھے، اور ان کی مرقدیں ٹھنڈی ہوں جن کے نشانات قلم آج بھی بھٹکے ہوئے مسافروں کے لئے روشنی کا مینار ہیں، اللہ تعالی ہم کو اسی طرح وقت کی قدر کی توفیق سے نوازے آمین۔

45

حقیقی طالب علم کی صفت سچی طلب

سب سے پہلی وحی

اسلام نے دنیا میں قدم رکھتے ہی جو پہلا اعلان کیا تھا، وہ محض علم کی برتری اور اس کی ضرورت کا اعلان تھا، اسلام کا پہلا اعلان جو دنیا کے کانوں میں پڑا، وہ اقراء تھا، وہ علم سے متعلق تھا، وہ تعلیم وتعلم سے تعلق رکھتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد جن آیتوں میں خدا تعالی نے بیان فرمائے ہیں، ان میں بھی علم وتعلیم کا تذکرہ واضح ارشاد میں فرمایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:"یتلو اعلیھم آیا تہ ویز کیھم ویعلمھم الکتا ب والحکمۃ" (سورۃ الجمعہ) اس آیت میں بعثت نبوی کے تین مقاصد بیان کئے گئے ہیں، ایک تلاوت آیات قرآن یعنی قرآن پڑھ کر امت کو سنانا، دوسرے ان کو ظاہری و باطنی ہر طرح کی گندگی اور نجاست سے پاک کرنا، تیسرے کتاب وحکمت کی تعلیم دینا، حضرت سفیا ن بن عیینہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں نبوت سے افضل چیز کسی کو عطا نہیں کی گئی، اور نبوت کے بعد علم فقہ سے افضل کوئی چیز کسی کو عطا نہیں ہوئی۔

علم حاصل کرنے کیلئے ان اوصاف کو اختیار کرنا ضروری

علم کی حقیقی دولت جس پر قرآن وحدیث میں بے شمار فوائد وارد ہوئے ہیں، اس کو حاصل کرنے کے لئے ان اوصاف وآداب کا ہونا ضروری ہے، جن کے ساتھ متصف ہوکر ہمارے اسلاف اپنی طالب علمی کی زندگی گذار کر چلے گئے، اور علوم نبوت کے بیش بہا خزانوں سے فیضیاب ہوئے، وہ اوصاف وآداب دو طرح کے ہیں، کچھ ظاہری ہیں، کچھ باطنی۔

علم حاصل کرنیکا پہلا وصف

سب سے پہلا وصف طالب علم کے اندر جونمایاں ہونا چاہئے ، وہ علم کی سچی طلب اورشوق ہے، حقیقی علم کی دولت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلا ادب اولین شرط سچی طلب اور شوق وجستجو ہے، جب تک سچی طلب نہ ہوعلم کی دھن نہ لگے،علم کے پیچھے دیوانگی، دیوانہ پن کی کیفیت نہ پیدا ہو، اورشوق و وارفتگی دل میں نہ ہو، تب تک علم کا حصول نہیں ہوسکتا ،صرف تمناؤں اورآرزؤں سے علم حاصل نہیں ہوتا ، اس کے لئے طلب صادق ضروری ہے اسی لئے حصول علم میں طلب کا لفظ استعمال کیا جا تا ہے، طالب کے معنی یہ ہیں، کہ کام کی دل میں فکر ہو، طلب ہو، اگر وہ کام نہ ہو، تو انسان بے چین ومضطرب ہو جائے ، راتوں کی نیند دنوں کا سکون غارت ہو جائے آرام سے کمروں میں بیٹھ کر باتیں بنانے اور لایعنی کاموں میں کسی چیز کا طالب نہیں الجھتا، اس کواپنے کام سے کام رہتا ہے، یہاں تک اپنے آرام وسکون کوبھی تج کر دیتا ہے، اس لئے دل میں فکرولگن اوردھن ہو، جب تک مقصود حاصل نہ ہو، برابراس کی جستجو کرتا رہے۔

علم کی طلب میں نکلنے والا اللہ کے راستہ میں ہے

چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے:"من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللّٰہ حتی یرجع" (رواہ الترمذی) جوعلم کی طلب میں نکلا تو جب تک وہ واپس نہ آجائے ، اللہ کے راستے میں ہے، اورعلم حاصل کرنیوالے کو طالب علم کے نام سے موسوم کیا گیا، طالب کہنے سے ہی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ علم کی طلب اور جستجو اس کوستائے ،شئی مطلوب میں انہماک تام ہو، علم کے علاوہ تمام چیزوں سے یکسو ہوکراسی کی دھن میں لگ جائے مطلب اور دھن ایسی جیسے پیاس سے سسکتے ہوئے والے کو پانی سے ہوتی ہے، کھانے پینے کے علاوہ ان کوکوئی دوسرا کام نہیں ہوتا، ایسے ہی طالب علم کودھن ہو، طلب ہو۔

46

علم تمناؤں سے حاصل نہیں ہوتا

اسی لئے محققین کا قول ہے:"لو كان هذاالعلم يدرك بالمنى ماكان يبقى في البرية جاهل" اگر یہ دولت محض تمناؤں اور آرزؤں سے حاصل ہوجایا کرتی تو مخلوق میں کوئی جاہل نہ رہتا ہر ایک علم کی دولت کو سمیٹ لیتا، حقیقی علم حاصل کرنیوالے کو ایسی طلب ہوتی ہے اور اس کی کیفیت ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی کسی قیمتی چیز کے گم ہوجانے پر اس کی تلاش میں گلی در گلی کوچہ در کوچہ بے چین و پریشان گھومتا ہے، ساری چیزوں سے بے پرواہ ہوکر اس کی دھن میں حیران و پریشان سرگرداں گھومتا ہے، اور چاہتا ہے، کہیں سے سراغ ملے، کہیں سے کوئی شخص اطلاع دے، جب تک اسے پا نہ لے چین نہیں لیتا، ایسی ہی کیفیت طالب علم کی ہے تحصیل علم میں ہر وقت لگا ہوا ہے، ہر وقت ہاتھ میں کتاب ہے، چرچا ہے تو قرآن پاک کے رکوعات وسورتوں کا، سوچ ہے تو کتابوں کی مجلسیں ہیں تو علم کی، دوستی ہے تو کتابوں سے، تعلق ہے تو علم سے۔

حقیقی طالب علم کبھی سیر نہیں ہوتا

حقیقی طالب علم کبھی سیر نہیں ہوتا، طلب وجستجو کی عادت اور بڑھ جاتی ہے، علم میں جوں جوں ترقی ہوتی ہے، علمی پیاس اور بڑھ جاتی ہے، یہاں تک کہ بہت سے عالموں کو ہم نے دیکھا بعض کے بارے میں تاریخی وسوانحی کتب میں پڑھا، بعض کے متعلق خود مشاہدہ ہے اگر سونے سے پہلے اپنے متعین کردہ صفحات مطالعہ نہ پڑھیں تو نیند نہیں آتی، بے چینی بڑھ جاتی ہے، علم کی طلب کسی مقام پر سیراب نہیں ہوتی، بلکہ اندر سے "هل من مزيد" کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، حدیث شریف میں آتا ہے علم کی حرص رکھنے والا کبھی سیر نہیں ہوتا ایک دوسری روایت میں ہے مؤمن کا پیٹ خیر کی یعنی علم کی بات سننے سے کبھی نہیں بھرتا یہاں تک کہ جنت ہی اس کا منتہی ہوتی ہے اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ علمی بھوک و پیاس ایمان کے لوازمات

اور مؤمن کے اوصاف میں سے ہے، اسی مضمون کو شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے: ؎

مکتبِ عشق کا انداز نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

اس لئے تمام طلباء سچی طلب کے ساتھ علم کی طلب میں مشغول ہوں اور نہ صرف یہی ایک دھن، یہی لگن، یہی جذبہ، آپ کے اندر موجود ہونا چاہئے، تب آپ بھی بآسانی علم حاصل کر سکیں گے، اور اپنے وقت کے ایک اچھے عالم بنیں گے اور تاریخ میں آپ کا نام روشن حروف بن کر ابھرے گا، اللہ تعالی آپ کو اس کے لئے قبول فرمائے۔ آمین

47

مدارس اسلامیہ کا مرتبہ

حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی ایک قیمتی بات

عزیزو! مدرسہ سب سے بڑی کارگاہ ہے جہاں آدم گری ومردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں انسان کو حقیقی انسان بنایا جاتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں، مدرسہ دنیا کا بجلی گھر پاور ہاؤس ہے، جہاں سے اسلامی آبادی بلکہ انسانی آبادی میں بجلی تقسیم ہوتی ہے، مدرسہ وہ کارخانہ ہے، جہاں قلب ونگاہ اور ذہن ودماغ ڈھلتے ہیں، مدرسہ وہ مقام ہے، جہاں پوری انسانیت اور پوری کائنات کا حساب ہوتا ہے،اور پوری انسانی زندگی کی نگرانی کیجاتی ہے، جہاں کا فرمان پورے عالم پر نافذ ہوتا ہے، مدرسہ کا تعلق براہ راست نبوت محمدیؐ سے ہے، جو عالمگیر بھی اور زندہ وجاوید بھی ،اس کا ایک سرا نبوت محمدی سے ملا ہوا ہے،اور دوسرا سرا اس زندگی سے، وہ اپنا کام چھوڑ دے تو زندگی کے کھیت سوکھ جائیں،اور انسانیت مرجھانے لگے، دنیا کے ہر فرد، ہر مرکز کو راحت اور فراغت کا حق ہے،اس کو اپنے کام سے چھٹی مل سکتی ہے،مگر مدرسہ کو چھٹی نہیں، دنیا میں ہر مسافر کے لئے آرام ہے۔

اس مسافر کے لئے راحت حرام ہے

اس مسافر کے لئے راحت حرام ہے،اس کو قدم قدم پر زندگی کا جائزہ لینا ہے بدلتے ہوئے حالات میں احکام دینے ہیں، نئے نئے فتنوں کا مقابلہ کرنا ہے، بھٹکے ہوئے قدموں کو راستہ پر لگانا ہے، ڈگمگاتے ہوئے پیروں کو جمانا ہے، مدرسہ کا تعطل کسی مقام پر قیام، خودکشی کے برابر ہے،اور انسانیت کے ساتھ بے وفائی کے ہم معنی ہے،اس لئے مدرسہ کے طالب علم کی حیثیت سے آپ کا کام سب سے زیادہ نازک اور سب سے زیادہ عظیم ہے،اس وقت دنیا

کی کسی جماعت، کسی تحریک کے افراد، کسی گروہ کا کام اتنا نازک، وسیع اور اتنا اہم نہیں، کیونکہ آپ کا ایک سرا نبوت محمدی سے ملا ہوا ہے دوسرا سرا اس زندگی سے، یہی آپ کے کام کی نزاکت کی وجہ اور آپ کی عظمت کی دلیل ہے، نبوت محمدی سے وابستگی اور اتصال جہاں ایک بہت بڑی خوش نصیبی اور سرفرازی ہے۔

ایک عظیم ذمہ داری

وہاں ایک عظیم ذمہ داری بھی ہے، آپ کے پاس حقائق اور عقائد کی سب سے بڑی دولت اور سب سے عظیم سرمایہ ہے، اس لئے آپ پر چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، آپ میں غیر متزلزل یقین اور راسخ ایمان ہونا چاہئے، اور آپ کو اس دولت کے اوپر فخر اور شکر سے لبریز ہونا چاہئے، آپ کو اس کی صداقت اس کی برتری و بلندی پر یقین کامل ہونا چاہئے، دنیا کے دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں آپ کا امتیاز یہ ہے، کہ ان حقائق پر دوسروں کا اجمالی ایمان کافی ہے، مگر آپ کو اس پر پورا ذہنی اطمینان اور شرح صدر ہونا چاہئے، آپ کا صرف قائل ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ اس کا داعی ہونا ضروری ہے دوسروں کا یقین لازم ہو تو بھی کافی آپ کا یقین متعدی ہونا چاہئے، اور روز بروز تجربات سے بڑھتے رہنا چاہئے، جو سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں کو یقین سے لبریز کردے، تعلیمات نبوی سے دوسروں کی سرسری واقفیت کافی ہے، مگر آپ کے لئے علوم نبوت میں رسوخ، علوم نبوت سے عشق، علوم نبوت میں فنائیت، علوم نبوت پر اصرار ضروری ہے، اور ساتھ میں یقین و اخلاص، ایمان و احتساب، تعلق مع اللہ، انابت و اخبات، خشوع و خضوع، دعاء و ابتہال استغناء و توکل، اعتماد علی اللہ، درد و محبت، خود شکنی و خودداری علوم نبوت و احکام اور اوصاف و کیفیات دونوں کی شمولیت ضروری ہے، آپ کو جن اسلاف کی طرف نسبت کا شرف حاصل ہے وہ بھی ان دونوں خصوصیات کے جامع تھے، آپ اگر حقیقی نیابت کے منصب بلند پر سرفراز ہونا چاہتے ہیں، تو آپ کو اس جامعیت کی کوشش کرنی پڑے گی اس کے بغیر علم و فن کاغذی پھول ہیں، جن میں نہ تو خوشبو، نہ

تازگی، آج دنیا کے بازار میں کاغذی پھول اور ولایتی پھولوں کی کمی نہیں یہاں تو نبوت کے باغ کے شاداب پھول چاہئے؛ لیکن اب عرصے سے ہمارے مدارس ان شاداب پھولوں سے خالی ہوتے جارہے ہیں ان اوصاف میں روز افزوں انحطاط ہے، ہم کو دل پر پتھر رکھ کر سوچنا 48
چاہئے، اور دیکھنا چاہئے، علامہ اقبال نے کیا خوب کہا تھا:

اٹھا میں مدرسہ وخانقاہ سے غمناک
نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ

اکابرین کی اس ملک میں تشریف آوری

پہلے اس ملک میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ جیسا ایک فقیر بے نوا آتا، اور پورے کے پورے ملک کو اپنے قلب کی حرارت اور اپنے ایمان کے نور سے بھر دیتا، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حکومت مغلیہ میں انقلاب برپا کر دیا، انہیں کی خاموش مساعی کا نتیجہ تھا، کہ دنیا نے اکبر کے تخت پر اورنگ زیب جیسے فقیہ و متشرع بادشاہ کو دیکھا، حضرت مولانا قاسم صاحبؒ نے ایک عالم مایوسی اور پسپائی کے دور میں اتنا بڑا اسلامی قلعہ تعمیر کر دیا، اور علوم شریعت کو ایک نئی زندگی بخش دی، ابھی پچھلے عرصے میں مولانا الیاسؒ نے ایمانی اور دینی جدوجہد کی ایک نئی روح پھونک دی چنانچہ ان کے خلوص اور محنت کی جھلک دنیا کے ہر ملک میں موجود ہے۔

لمحہ فکریہ!

لیکن آج مدارس اسلامیہ سے فارغ ہونے والے طلباء اس روح سے خالی، ان کیفیات سے عاری، اور اس قوت سے محروم ہیں، زمانہ بڑا حقیقت شناس ہوتا ہے، وہ صرف بلندی کے سامنے جھکتا ہے، دماغ بلند دماغ کے سامنے جھکتے ہیں خالی اور سرد دل معمور دل کے سامنے جھکتے ہیں، مدارس جو کبھی طاقت اور زندگی کا مرکز تھے، جہاں انقلاب آفریں شخصیتیں پیدا ہوتی تھی، وہ مایوسی اور احساس کمتری کا شکار ہیں، آپ احساس کمتری کا کیوں شکار ہیں؟ دوسروں کا

احساس کمتری ایک نفسیاتی مرض ہے مگر آپ کا احساس کمتری دینی کمزوری ضعف عقیدہ اور ضعف ایمان کی دلیل ہے، جس کے نتائج بہت سنجیدہ اور بہت دوررس ہیں، آپ انبیاء کے نائبین، علوم نبوت کے حاملین، اور اپنے کو حقیر کم تر سمجھو، اس کے معنی یہ ہوئے کہ آپ نبوت کے مقام سے نا آشنا اور یقین سے خالی ہیں، آپ تو ان ہستیوں کے جانشین ہیں جن کے پاس ایمانی دولت تھی، جس سے دنیا کا دامن خالی ہے، آپ کے سینہ میں علوم نبوت ہیں، اور وہ حقائق ہیں جو دنیا سے گم ہیں، اور جن کے گم ہونے سے آج پوری دنیا میں اندھیرا ہے، اضطراب وانتشار ہے، شر وفساد ہے۔

آپ اپنے سادہ کپڑوں و حقیر جسموں پر نظر نہ رکھیں

آپ اپنے ان سادہ کپڑوں، ان حقیر جسموں اور ان خالی جیب و دامن پر نظر نہ کریں، آپ دیکھیں کہ آپ کا سینہ کن دولتوں سے معمور اور اس کے اندر کیسا بدر کامل مستور ہے، یاد رکھئے، جو خود اپنی نگاہ میں ذلیل ہو جائے اس کو کوئی باعزت نہیں بنا سکتا، اور جو خود اپنے آپ کو اپنی نظر سے گرا دے کسی کو اس کی بالکل ضرورت نہیں کہ اس کو اپنے دل یا آنکھوں میں اس کو جگہ دے، جس نے بھی اپنے مقام کو پہچانا، اور جن کو اس کا احساس ہو گیا، تو ان کو سارا عالم پست نظر آنے لگا، ان کو سلطنتیں نہیں خرید سکیں آپ کے اسلاف میں مرزا مظہر جان جاناںؒ بھی ہیں جن کو بادشاہ دہلی نے پیغام بھیجا، کہ اللہ نے مجھے اتنی بڑی سلطنت، دولت عطا کی ہے، آپ اس میں کچھ قبول فرما لیجئے، فرمایا، اللہ تعالی تو پوری دنیا کو متاع الدنیا قلیل کہتا ہے، اور آپ کے حصہ میں ایک اقلیم کی ولایت آئی ہے وہ کتنی ہے؟ کہ فقیر اس کی طرف طمع کا ہاتھ بڑھائے، آپ جن باتوں کو معمولی سمجھتے ہیں اور جن کو آپ کوئی وقعت نہیں دیتے، وہ باتیں جب بڑے بڑے دانشوروں، سائنس دانوں، بادشاہوں کو بتائی گئی، تو وہ کان دھنتے رہ گئے یہ کلام نبوی کا امتیاز ہے، آج آپ دنیا کو کسی بھی دنیوی علوم کی دقیقہ سنجیوں سے مرعوب نہیں کر سکتے، صرف انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے جو علوم اور حقائق ہیں، وہ اب بھی لاجواب

ہیں، اس میدان میں آپکا کوئی حریف نہیں ،آپ کے پاس انسانیت کے لئے جو دعوت اور
پیغام ہے، آپ کے پاس علم وحقیقت کا جو سرچشمہ ہے، آپ کو جس ذات گرامی سے نسبت
49 غلامی حاصل ہے، اس کے سامنے دنیا کی ہر شخصیت فنا ہر علم زوال پذیر ہے، اس لئے احساس
کمتری کو دور کیجئے ، اور اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھایئے، اور اپنے علم سے ملت کو، ملک کو، اور
مسلمانوں کو فائدہ پہنچایئے۔

مدرسہ کا انتخاب سوچ سمجھ کر کریں!

اپنی اصلاح کے لئے مدرسہ کا انتخاب کیجئے

آپ نے مدرسہ کا انتخاب اپنی زندگی بنانے اور سنوارنے کے لئے کیا ہے، یا پھر آپ کے والدین نے اس ادارہ کو آپ کے لئے بہتر اور انمول تصور کر کے آپ کو ذمہ داران و اساتذہ کے سپرد کیا ہے اور اصلاتو یہ انتخاب من جانب اللہ ہے، زہے قسمت آپ کا انتخاب یہاں کے لئے ہوا، آپ نے اپنی دنیوی و اخروی زندگی کو کامیاب بنانے اور سنوارنے کے لئے مدرسہ کا انتخاب کیا ہے، اب اس کیلئے آپ کتنی کوشش کر رہے ہیں، کتنی محنتیں تعلیم میں صرف کر رہے ہیں، اور اپنی تعلیم کیلئے کتنی مشقتیں برداشت کر رہے ہیں، کیونکہ بلا کسی مشقت کے کوئی چیز انسان کو میسر نہیں ہوتی، یہ دنیا کا اصول ہے، یہاں محنت و جانفشانی درکار ہے، اپنے آپ کو کھپانا پڑتا ہے، تب جا کر کچھ حاصل ہوتا ہے، نہ جانے کتنی مشقتیں و پریشانیاں علم کے حصول کیلئے برداشت کرنی پڑتی ہیں، تب علم آنا شروع ہوتا ہے، اور انسان کے اندر اپنی جگہ بناتا ہے، آپ شروع سال سے تعلیم و تربیت کے گہوارے میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں، شب و روز آپکی کوششوں کا محور آپ کی تعلیم ہے، صبح و شام آپ کی محنتوں کا مرکز آپ کی کامیابی ہے۔

امتحان انسان کو عزت بخشتا ہے یا ذلیل بنا دیتا ہے

اور یہ وقت جو آپ طلباء گذار رہے ہیں پورے سال کی پڑھائی کے نتائج کا دور ہے، اب آپ کے سامنے نتائج آئیں گے، آپ کی محنتوں کو دیکھا جائے گا، ان کا موازنہ ہوگا، اب آپ کی ذمہ داری ہے، آپ کے اساتذہ اور ذمہ دار جو آپ سے حسن ظن اور اچھی امیدیں

وابستہ رکھتے ہیں، ان کی امیدوں پر آپ کھرا اتریں، ان کی شب و روز کی محنتوں پر پانی نہ پھیریں، بلکہ محنت اور جد و جہد سے ششماہی امتحان میں اعلی نمبرات سے کامیابی حاصل کریں، تاکہ ممتحن اچھا تاثر لے کر جائے، اور جاکر جس سے بھی ملے، آپ کے مادر علمی کا اچھا تاثر پیش کرے، اور آپ طلباء کی تعریف وتوصیف بیان کرے جس سے آپ کے اساتذہ بھی خوش ہونگے، اور دل آپ کے مستقبل کیلئے دعائیں بھی نکلیں گی، ایک مقولہ ہے: "الامتحان یکرم الرجل او یھان" امتحان انسان کو عزت بخشتا ہے یا ذلیل بنا دیتا ہے، اگر آپ محنت کریں گے، اپنی کتابیں قرآن پاک آپ کو ازبر یاد ہوگا، تلفظ ادائیگی، صحت الفاظ، قواعد کا دھیان رکھ کر اچھے لہجہ میں پڑھیں گے، تو یہی امتحان آپ کو عزت دے گا اور آپ کا اکرام کیا جائے گا اور اگر آپ نے محنت نہ کی، یونہی یہ چند روز لا ابالی پن میں گذار دیئے اور امتحان میں جواب دینے سے معذور رہے تو یہی امتحان آپ کو ذلیل وخوار کریگا، اور پھر آپ اپنے اساتذہ، ذمہ دار، اپنے ساتھی اور خود اپنی نظر میں اپنے آپ کو کمتر سمجھیں گے، اور خود بخود ذلیل ورسوائی آپ کا مقدر بنے گی، اس لئے ابھی وقت ہے شب و روز جہد مسلسل سے کام لیجئے، ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں، جس کا فائدہ یقیناً آپ کو چند روز میں نظر آجائے گا، اور انشاء اللہ آپ امتحان میں کامیابی حاصل کریں گے۔

گائیڈ لائن کے بعد راستہ کو طے کرنا چاہئے

ایک انسان جس راہ پر چلتا ہے اگر راستہ کے نشیب وفراز اتار چڑھاؤ معلوم ہوں، تو وہ بآسانی اپنی منزل مقصد کو پالیتا ہے، بسہولت اپنے مقام پر پہنچ جاتا ہے، اسی طرح آپ کی رہبری کی جارہی ہے، آپ کو ہدایات GuideLine دی جارہی ہیں، راستہ بتلایا جارہا ہے، چلنا آپ کا کام ہے، راستہ کو طے کرنا آپ کا فریضہ ہے، اگر آپ جلد طے کریں گے تب بھی آپ ہی کا فائدہ ہے، اور اگر راستہ میں کھڑے ہوکر ارد گرد کے نظارے کروگے، راستہ کی اچھائی و برائی کو دیکھو گے، تو آپ منزل مقصد تک نہیں پہنچ سکتے، طالب علمی کا دور محنت و

جانفشانی کا طالب ہوتا ہے، بغیر محنت کے کوئی چیز نہیں ملا کرتی، یہ اٹل حقیقت ہے، اور علم تو کسبی ہی ہوتا ہے، جب کسبی علم حاصل ہو جائے، اس پر عمل کے ذریعہ اللہ تعالی اپنی خاص نسبت والوں کو وہبی اور علم لدنی سے نوازتے ہیں۔

راتوں کو جاگ کر علم حاصل ہوتا ہے

جو شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتا ہے، اس کو چاہئے کہ رات کے اوقات کو علمی مشاغل میں صرف کرے:

بقدر الکد تکتسب المعالی ۞ من طلب العلی سھر اللیالی

تم بلند مقام پر اپنی کوشش و محنت سے پہنچو گے، اور جو بھی بلندی کی خواہش رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ راتوں کو جاگے، جس کو موتیوں کی طلب ہوتی ہے اس کو دریا میں غواصی غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے، دنیوی مشغلوں سے اپنے آپ کو دور رکھنا، لا یعنی اور فضول چیزوں سے پرہیز کرنا، وقت کا خیال کھانے کی طرح کرنا، نفسانی خواہشات کو توڑنا، یہ سب ایک طالب علم کی لازمی وضروری شئی ہیں، آپ اپنے اسلاف کے حقیقی واقعات پر نظر ڈالیں تو حیرت ہوتی ہے۔

قاسم العلوم حضرت نانوتویؒ کا واقعہ

حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند نے جب پہلا بیت اللہ کے لئے سفر حج کیا، اس وقت پانچ پانچ مہینہ کا سفر ہوتا تھا، بادبانی جہاز میں سوار تھے، کہ رمضان کا مبارک مہینہ آگیا، تراویح الم تر سے ہوئی، حضرت کو بڑی غیرت آئی کہ بادبانی میں تقریبا ڈھائی سو آدمی موجود اور تراویح میں قرآن پاک نہ سنایا جائے، اسی روز قرآن پاک یاد کرنے بیٹھے، روز ایک سپارہ یاد کرتے، رات کو تراویح میں سنا دیتے، یہ اسوجہ سے ہوتا تھا، کہ ان لوگوں کے ذہن ناجائز باتوں وعادتوں اور گندے خیالات سے پاک رہتے تھے۔

گندے خیالات سے ذہن کو پاک رکھنا چاہئے

51 لایعنی اور فضول چیزوں سے وہ کوسوں دور رہتے تھے، اس لئے ان کے اذہان میں بلا کا حافظہ اور قوت یادداشت بڑی پختہ ہوتی تھی، آج کل طلباء کے کند ذہن اور حافظہ کی کمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے، کہ وہ اپنے کو گناہوں سے نہیں بچاتے، گندگی ناپاکی طالب علم کے لئے اس کے علم کی ایک ڈھال ہے، جس طرح ایک عقلمند انسان پانی اور آگ سے ڈرتا ہے، طالب علم کے لئے چھوٹے چھوٹے گناہ، ناپاکی اور گندے خیالات اسی آگ اور پانی کے مانند ہیں، جو طالب علم اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے گا، اپنے اسلاف کی طرح ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے گا، تو اللہ تعالی جلد از جلد اس کو علم کی دولت سے نوازیں گے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے حفظ کا واقعہ

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو انگریزوں نے ۱۳۶۲ھ میں گرفتار کیا، تو جیل میں آپ کو کوئی اور مشغلہ نہ تھا، قرآن کریم یاد کرنا شروع کر دیا، تقریبا دو ثلث روزانہ یاد کرتے اور روز اس کو تراویح میں پڑھتے، اس وقت حضرت کی عمر ۷۰/۷۵ سال تھی، جبکہ اس وقت یادداشت کمزور ہو جاتی ہے مگر یہ قرآن کا اعجاز ہے، جو اس کی جانب پورے طور پر متوجہ ہوتا ہے، وہ اس کے قلب کے اندر آجاتا ہے، اور جو اس سے بے اعتنائی کرتا ہے، جی چراتا ہے، طبیعت کے اوپر اس کو بھاری اور شاق سمجھتا ہے، تو وہ اس سے ایک طرف ہو جاتا ہے۔

امتحان کے وقت اکابرین کا حال

اکابرین کے حالات میں آتا ہے، جب امتحان کا وقت قریب ہوتا ان کا کھانا پینا ترک ہو جاتا تھا، ان کا سونا تھوڑے وقت کے لئے ہو جاتا تھا، اگر کوئی ان کے چہرے کی جانب دیکھتا، تو ان کا چہرہ بدلا ہوا نظر آتا، گویا وہ کسی پس وپیش میں ہوں، کوئی اہم کام ان کے کرنے سے

چھوٹ گیا ہو، آپ طلباء کے امتحانات سروں پر ہیں اور آپ ہیں کہ پورے طور پر محنت کرتے نظر نہیں آرہے ہیں، محنتی و جفاکش انسان تو چہرے سے پہچانا جاتا ہے، جب کسی چیز کی تلاش میں انسان سرگرداں گھومتا ہے، ادھر دیکھتا ہے ادھر دیکھتا ہے، تو اس کے چہرے کے آثار الگ پہچانے جاتے ہیں چند ایام اور باقی ہیں، اس لئے محنت کوشش کو گلے لگائیے اور شب و روز ایک ہی دھن آپ کے اوپر سوار ہو، جس کی وجہ سے آپ کو نہ کھانے میں مزہ آئے، نہ سونے کو دل چاہے، بس طبیعت اور ذہن ایک جانب یکسو ہو اور اسی طرف متوجہ ہو، تب آپ امتحان میں اعلی نمبرات سے کامیابی حاصل کریں گے، اور اساتذہ کی دعائیں آپ کا مقدر بنیں گی، اور آپ سچے طالب علم ہونگے، اللہ تعالی آپ سب کو محنت و لگن کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

52

جمعہ کے روز کی اہمیت

جمعہ کے معمولات

ایک مرتبہ عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ نے طلباء سے فرمایا کہ جمعہ کا دن سیر وتفریح اور کھیل کود کے لئے نہیں ہوتا، یہ تو اس لئے ہوتا ہے، کہ ہفتہ بھر کے جو کام رکے ہوئے تھے، جن کو کرنیکا موقع نہ مل سکا تھا، اس دن ان کو کیا جائے، کپڑے دھونا، سینا، صفائی کرنا، کسی کو خط لکھنا، آج کے زمانہ میں موبائل وغیرہ سے والدین کی طبیعت معلوم کرنا، قرآن شریف پڑھنے میں جو ناغہ ہوا ہو، اس کی تلافی کرنا، اور جتنے اسباق ایک ہفتہ میں پڑھے ہیں، ان سب کا تکرار اور اعادہ کرنا، اس کے بعد اپنی طالب علمی کا واقعہ بیان کیا، جب جمعہ کا دن آتا تو جمعہ کی شب کو ہم اور ہمارے بعض ساتھی ایک مسجد میں جمع ہو جاتے اور سب مل کر رات بھر پڑھتے، ہفتہ بھر میں جتنے اسباق پڑھتے، سب کا تکرار رات بھر میں کر لیتے، صبح ہوتی، تو چائے بنتی، اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے اس میں بھگوتے، اور اس کا ناشتہ کرتے، پھر اساتذہ کی خدمت میں جاتا، اور عرض کرتا، کہ حضرت کچھ کام ہو تو حکم فرمائیں، طلباء کیلئے ضروری ہے کہ جمعہ کے روز غسل کریں، جمعہ کے روز غسل کرنا سنت ہے، حدیث شریف میں اس کی تاکید ہے، جسمانی صفائی کریں، دانتوں کی نظافت کے لئے مسواک کریں، بال کٹوائیں، ناخن تراشیں، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، کہ جو شخص جمعہ کے روز اپنے ناخن تراشے اللہ تعالی اس سے مرض نکال دیتے ہیں اور شفاء داخل کر دیتے ہیں، امام شافعی کا مقولہ ہے کہ جو شخص اپنے کپڑے صاف کرے اسے رنج وغم کم ہوتا ہے، اور جو شخص خوشبو استعمال کرے اس کی عقل میں اضافہ ہوتا ہے، بہترین لباس سفید لباس ہے، سفید لباس اللہ

تعالی کو بہت پسند ہے،اس لئے تمام طلباء سفید لباس کو ترجیح دیں، جمعہ کے روز خاص طور پر دعا کا اہتمام کرنا چاہئے، جمعہ کے دن ایک گھڑی ہے،جس میں دعا قبول ہوتی ہے،اگر کوئی بندہ اس گھڑی کو پالے اور اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالی اس کو عطا فرماتا ہے،اسی وجہ سے حضرت فاطمہؓ نے اپنی خادمہ سے فرمایا تھا کہ جمعہ کے روز غروب آفتاب کی منتظر رہا کریں اور ان کو بھی مطلع کر دیا کریں، چنانچہ وہ اطلاع کر دیتی تھیں،اور حضرت فاطمہؓ دعا واستغفار میں مشغول ہو جاتی تھیں، جمعہ کے روز سورہ کہف کی تلاوت اشد ضروری ہے،اس کی فضیلتیں احادیث میں بیان کئی گئی ہیں، جو شخص سورہ کہف کی تلاوت کرتا ہے،اس کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح تک رحمت کی دعا کرتے ہیں اور یہ شخص درد، پھوڑے، پہلو کا درد برص، جذام اور فتنہ دجال سے محفوظ رہتا ہے، جمعہ کے روز درود شریف کا اہتمام کرنا چاہئے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،میرے اوپر جمعہ کے روز کثرت سے درود بھیجا کرو،اس لئے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں،اور جو شخص درود پڑھتا ہے،اس کے فارغ ہوتے ہی وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

جمعہ کے روز اس درود کی فضیلت

جمعہ کے روز ایک دوسرے درود کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے روز عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے یہ درود شریف ”اللّٰھم صل علی محمدن النبی الا می وعلی آله و سلم تسلیما “ اسی ۸۰/مرتبہ پڑھے اس کے گذشتہ اسی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسی سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے، دوسرے صحن اور کمروں کی صفائی کا اہتمام ہونا چاہئے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے،اپنے گھر کے صحن کو صاف رکھو،اور اس کو میلا کچیلا کر کے یہود جیسے نہ بنو۔

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئی کا واقعہ

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئیؒ پاکستان میں ایک مدرسہ میں تشریف لے 53
گئے اور معائنہ میں تحریر فرمایا، مدرسہ کی تعمیریں تو خوب ہیں مسجد شاندار ہے، مگر طلباء کرام کا معاشرہ قابل افسوس ہے، چارپائی پر نہ تو بستر صاف ہیں کھانے کے برتن بھی گندے تھے، دوسرے سر میں تیل ڈالنا چاہئے۔

سر مشینیں ہیں ان کو خوراک ملنی چاہئے

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ سر میں تیل اس نیت سے ڈالا جائے کہ یہ مشینیں ہیں ان کو تیل دے کر ان سے کام لیا جائے گا، موجب امر ہے، امید ہے کہ حق تعالی اس پر اجر عطا فرمائیں گے، طلباء کو مسجد میں آنے کے بعد باتیں نہ کرنی چاہئے، اگر کوئی طالب علم باتیں کرے، تو اس کے ساتھ بیٹھنے سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ لوگ مسجدوں میں اپنے دنیوی معاملات کی باتیں کریں گے، لہٰذا میں ہدایت کرتا ہوں کہ ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا، اللہ تعالی کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں، اس لئے تمام طلباء کو جمعہ کا اہتمام کرنا چاہئے، اور وقت کو صحیح طور پر استعمال کرنا چاہئے، اللہ تعالی ہم سب کو وقت کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خشیت الٰہی وتقویٰ کامیابی کا ضامن

روز وشب کے معمولات

دس پندرہ ایام آپ کی تعلیم کی غیر حاضری کا احساس ہم کو ہے آپ کو نہیں، لیکن اس مربیانہ ماحول سے جدائیگی کا احساس یقیناً آپ کو بھی ہوا ہوگا، یہاں کے شب وروز کے معمولات، شب وروز محنتوں کی عادت گھر پر والدین کے پاس نرم نرم بستر پر سونے میں آپ کے اندر پھر سستی وکاہلی نے جگہ لے لی ہوگی، لیکن اب پھر آپ اسی ماحول میں ہیں، ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں، آپ کو پھر اسی محنت، اسی تڑپ، اسی دھن کے ساتھ اپنی تعلیم میں وقت گذارنا ہے، جس طرح ہمارے اکابرین نے گذارا۔

عظیم الشان ادارے اور فلک بوس عمارتیں کچھ نہیں بنا سکتیں

عزیزو! آپ تاریخ کی شخصیتوں میں جس کا بھی نام لیں، جب آپ اس کی سیرت کا مطالعہ کریں گے، اس کی زندگی کی تہ تک جانے کی کوشش کریں گے، تو آپ کو اندازہ ہوگا، کہ اس کی شخصیت کو بنانے اور اس کو سنوارنے میں سب سے اہم اور بنیادی چیز اس کی ذاتی محنت، اس کی فکر ولگن، مقصد کی دھن اور اس کی تڑپ تھی، اس کے بغیر اگر اساتذہ چاہیں یا عظیم الشان ادارے اس کی عمارتیں، اس کے لئے کوشش کریں، کسی کے بس میں کچھ نہیں ہے، جو بھی بنا، وہ اپنی ذاتی محنت سے بنا، جد وجہد سے بنا، کوشش اور مساعی جمیلہ سے بنا، یقیناً اللہ تعالی کی توفیق اور اساتذہ کی رہنمائی بھی ضروری ہے، لیکن اگر اللہ کی توفیق شامل حال ہے، تو پھر اپنی ذاتی محنت سے انسان اپنے آپ کو سب کچھ بنا سکتا ہے۔

54

آخرت کی فکراہم شئی ہے

دوسری اہم بات جوآپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں قرآن پاک کہتا ہے:"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماءُ" (سورۃ الفاطر) وہ یہ کہ انسان کو ہر وقت اس چیز کی فکر کرنی چاہئے، جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا اور جو چیز حقیقت میں اس کے کام آنے والی ہے وہ آخرت کی فکر، خدا کی مرضی، اوراس کی خوشنودی حاصل کرنیکا شوق اور جذبہ ہے، اگر انسان کے اندر یہ چیز نہیں ہے، خواہ وہ بڑے بڑے سے بڑا ادیب ہو، بہت بڑا مقرر وخطیب ہو، یا بہت بڑا مفسر وفقیہ ہو، اس دولت سے محروم ہی رہے گا، یہ ممکن ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے واہ واہ اور کچھ ناموری کچھ داد وتحسین حاصل کرلے، مگر آگے اس کے حصہ میں کچھ نہیں، حقیقت میں جو چیز کام آنیوالی ہے، وہ خشیت الٰہی ہے، وہ آخرت کی فکر ہے، وہ اللہ کی مرضی کی تلاش ہے، میں نے مانا کہ آپ بڑے مفسر ومحدث، فقیہ ومتکلم، بڑے بڑے ادیب وانشاء پرداز بن جائیں، لیکن یہ سب چیزیں اسی وقت کام آسکتی ہیں جب ان سے مطلوب رضائے الٰہی ہو۔

مفکراسلام حضرت مولانا سیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا فرمان

عزیزو! مفکراسلام حضرت مولانا سیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے لکھا ہے، انسان جو کچھ بچپن میں سوچتا ہے، بعینہٖ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو کسی نہ کسی موقع پر پورا کرتا ہے، لہٰذا جو خیال کرو یا جو آرزو وتمنا کرو بہت سوچ سمجھ کر کرو، ایسا نہ ہو کہ بعد میں تمہیں افسوس کرنا پڑے، یہ بڑے تجربہ کی بات ہے، بچپن کا خیال حقیقت بن کر سامنے آتا ہے، ابھی سے تم اردہ کرلو، کہ تم اسلام کا نام روشن کروگے اللہ کا پیغام پہنچاؤگے، اسلام کے سچے اور مخلص داعی بنوگے، اللہ تعالیٰ کو بچپن کی معصومیت اتنی پسند ہے کہ اس وقت بچہ جو سوچتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرتا ہے، تم اونچے سے اونچا ارادہ کرو، اور اچھی سے اچھی آرزو کرو، تم یہ آرزو کرو اللہ نے جو پیغمبروں سے کام لیا، وہ ہم کریں گے، اللہ کے ولی اور دوست بنیں گے، ہم بہت بڑے عالم وفاضل بنیں گے، اور

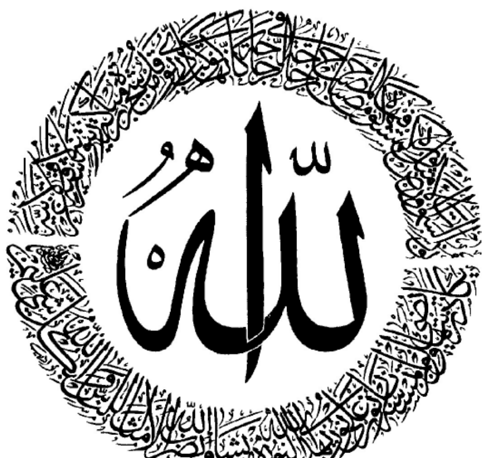
دنیا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائیں گے، اللہ تعالی نے انسان کے اندر یہ صلاحیت رکھی ہے، کہ وہ سب کچھ بن سکتا ہے اور بہت بڑا بن سکتا ہے، تو تم چھوٹی چھوٹی اور گری پڑی آرزوئیں کیوں کرو؟ تم ہمیشہ یہ آرزو کرو، کہ اللہ ہمیں اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تم سے وہ کام لے، جس کی زمانہ کو ضرورت ہے، امت جس کی بڑی شدت سے منتظر ہے، نہ جانے کتنے سیاہ فام دل آپ کی نورانی اور آپ کی دینی شفقتوں کا انتظار کر رہے ہیں، ہماری آرزو ہماری تمنا اور خواہش تم سے یہی ہے، آج کتنے بڑے بڑے فتنے ہیں، جو اس وقت جہنم کے شعلوں کی طرح بھڑک رہے ہیں، اور پورے پورے اسلامی ملکوں کو جلا کر خاکستر کر دینا چاہتے ہیں، اور صحابہ کرام کے کارناموں پر پانی پھیر دینا چاہتے ہیں، آج شریعت محمدی پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے، اگر آج امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ حیات ہوتے، تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ فقہ کی تدوین بھی تھوڑی دیر کے لئے روک دیتے، اور اس مسئلہ کی طرف توجہ کرتے، تم خوش قسمت ہو کہ فقہ حنفی فقہ شافعی کی تدفین تمہارے سپرد نہیں کی گئی اللہ کی حکمت بالغہ نے اس کا پہلے ہی اس کا انتظام کر دیا، اور امت کو ان بلند ائمہ جیسے افراد عطا کئے، تم خوش قسمت ہو "لا تقنطوا من رحمة الله" خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو، آج تمہارے لئے کام کے دوسرے میدان ہیں، اور ایسے میدان ہیں جن میں آپ کے لگنے سے بزرگوں وائمہ حضرات ہی کی نہیں بلکہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خوش ہوگی، آج تمہارے لئے کام کے کتنے وسیع میدان ہیں اور ان میدانوں میں محنت سے بہت کچھ مل سکتا ہے، اس لئے جن کو یہاں کا قیام عزیز ہو یہاں کا طعام عزیز ہو، یہاں کا نظام عزیز ہو، یہاں کی تعلیم عزیز ہو، یہاں کا مربیانہ انداز و تربیتی نکات عزیز ہوں، وہ نیت کر لیں، کہ ہم کو خالد بن ولیدؓ بننا ہے، اور ابوعبیدہ بن الجراحؓ بننا ہے، لاکھوں رحمتیں ہوں ان کی پاک روحوں پر لیکن ان کی بے چین روحیں زبان حال سے کہہ رہی ہیں، کہ وہ اب قیامت تک پیدا نہیں ہو سکتے، انہوں نے تلوار چلانے اور سر کٹانے میں ایک لمحہ بھی تامل نہیں کیا، اپنا کام ختم کر لیا، لیکن آج سر کٹانے اور کاٹنے کی ضرورت نہیں، آج تو باطل سے آنکھ ملانے کی ضرورت ہے،

آج نبوت محمدی پر تلواروں کا حملہ نہیں، دلیلوں کا حملہ ہے، مادیت کا حملہ ہے، قوم پرستی کا حملہ ہے، ہمارے وہ عزیز طلباء جو یہ سمجھتے ہیں، کہ یہاں رہ کر اس سلسلہ میں کچھ کیا جا سکتا ہے، ان کے لئے یہ سعادت مقرر ہے، وہ اس میں حصہ لے کر ان ابرار واخیار اور ان شہداء واتقیاء کی 55 صف میں جگہ پا سکتے ہیں، یہ مدرسہ جس کو تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو، یہاں کی ناتمام عمارتیں، یہاں کے متواضع اور جفاکش اساتذہ، خاکساری جن کا نمونہ، یہاں کی بے سرو سامانیاں اور یہاں کی آپ کی نظر میں خامیاں اور کھانے کی خرابیاں واللہ العظیم اسی بنا پر ہوسکتا ہے کہ یہاں سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہوں، جو حق و باطل کے معرکہ کارزار کے لئے شہہ سوار ہوں، اور جانباز ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈوں کو پھر سے بلند کریں، اور ملحدانہ مادہ پرستانہ اور ایمان سوز فتنوں کا جرأت کے ساتھ مقابلہ کریں، جس کے لئے روح نبویؐ بے چین ومضطرب ہے، جو طالب علم یہ سمجھتا اور خیال کرتا ہے، کہ وہ دن ہماری عمر، ہمارے خاندان ہماری بستی وگاؤں کی زندگی میں بڑا مبارک تھا، جس دن ہمارے والدین نے ہم کو دارالعلوم بھیجا، ان سے ہم کہتے ہیں کہ وہ فیصلہ کر کے اٹھیں کہ یہاں کے تعلیمی ماحول کو بنانے میں کامیاب ہونگے، یہاں کے درخت سے بہتر سے بہتر پھل توڑیں گے، وہ یہاں کتاب وسنت کا گہرا اور عمیق علم حاصل کریں گے، اور وہ زندگی گذاریں گے،، جو ایک داعی اور عالم ربانی کی زندگی سے مطابقت رکھتی ہو، اور داعی کو اللہ تبارک وتعالی بے یارو مددگار اور فاقہ کش نہیں رکھتا، بلکہ اس کے طفیل میں ہزاروں آدمی کھاتے ہیں، ایک شیر شکار کرتا ہے، اس کے طفیل میں سینکڑوں جانور کھاتے ہیں۔

اکابرین کے دسترخوان

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے دسترخوان کو دیکھو، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے دسترخوان کو دیکھو، اور آخر میں عارف باللہ حضرت باندویؒ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ حضرت مدنیؒ اور قریب کے دور میں محدث عصر حضرت شیخ یونسؒ کے دسترخوان کو دیکھو آپ نے

نہیں دیکھا، ان خوش قسمتوں سے پوچھو جنھوں نے دیکھا، ایک شیر شکار کرتا تھا، اور کتنے جنگل کے ہم جنس اس کے ساتھ کھاتے تھے، یہ اللہ کی ضمانت ہے: "وأمر أهلك با لصلوة واصطبر عليها لا نسئلك رزقا" (سورۃ طہ) کچھ دن تم محنت کرلو، سعید، ہونہار، محنتی اور جفاکش طالب علم بن جاؤ اور اپنے اندر اخلاص پیدا کرلو، اور پھر اللہ کی قدرت کاملہ اور اس کی رحمت عامہ کا زندگی بھر تماشہ دیکھتے رہنا اور اس کی حمد وتعریف میں رطب اللسان رہنا، اللہ ہم سب کو وقت کی صحیح قدر و محنت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



56

طالبعلمی کے زمانے میں محنت کی اشد ضرورت

تفقہ فی الدین اللہ تعالی کی جانب سے خیر کا ذریعہ

ارشاد باری ہے:"اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب"(سورۃ الشوری) اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اپنی جانب کھینچ لیتا ہے اور جو شخص رجوع کرے اس کو رسائی دیتا ہے حدیث شریف میں آتا ہے، جب اللہ تعالی کسی سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتے اور دور رکھتے ہیں، جیسے تم اپنے مریض کو پانی سے بچاتے ہو، دوسری ایک معروف حدیث ہے:"من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقہ فی الدین" اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی اور سلامتی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ اور علم وعمل اور اس میں حکمت سے نوازتے ہیں اس آیت اور ان احادیث مبارکہ کا ماحصل یہ ہے کہ جس شخص سے اللہ تعالی کو نمایاں کام لینا ہوتا ہے تو حق تعالی کی شروع سے اس پر عنایات وتوجہات خاصہ ہوتی ہیں اور اس کی تعلیم و تربیت ایک خاص انداز اور نہج پر ہوتی ہے۔

مدارس میں تعلیم وتربیت کے لئے انتخاب عطیہ خداوندی

عزیز طلباء! آپ کا اس مدرسہ میں تعلیم وتربیت کیلئے انتخاب اور یہاں سے فائدہ اٹھانے کے مواقع یہ ایک عظیم اور بہت بڑا عطیہ خداوندی ہے، اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے، یہ سعادت آپ کے حصہ میں آئی، کہاں سے اٹھایا، کہاں بٹھایا کس تاریک خطہ سے منتخب فرمایا، اور روشنی بخشی، آپ کے چہروں پر نور، دلوں میں یقین کی کیفیت یہ بھی اسی کا عطیہ ہے، آپ کی چال ڈھال میں سنجیدگی، تواضع وانکساری، شرافت ومتانت، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کا

احترام یہ کامیابی کے فارمولے ہیں، اگر آپ کے اندر یہ چیزیں پیدا ہوگئیں تو آپ کامیابی کی پہلی دہلیز پر قدم رکھ چکے، اب اپنے اخلاق سے کتنے ہی چڑھتے چلے جائیے، تواضع وانکساری کو دامن گیر کرتے ہوئے بلندی پر پہنچئے۔

اس ادارہ سے تعلق آپ کی کامیابی کی دلیل ہے

دوسرے یہ کہ آپ کا اس عظیم تعلیم وتربیت کے گہوارے سے علمی تعلق آپ کی کامیابی کی ضمانت ہے، آپ کے مستقبل کی شاہ کلید ہے، آپ کا اس ادارہ میں رہ کر تعلیم حاصل کرنا یہاں کے مربیانہ ماحول میں اپنے آپ کو ڈھال لینا یہاں کے تربیتی انداز پر اپنی زندگی کے تعلیمی ایام گذارنا یہ آنیوالے زمانے میں آپ کی دنیوی واخروی عروج وارتقاء کا سبب ہے، جس کا صحیح علم ابھی آپ کو نہیں، آپ نادان ہیں کم عقل ہیں آپ کی عقل وہاں تک رسائی نہیں کرسکتی، جہاں تک ذمہ داران حضرات آپ کے بارے میں سوچ سکتے ہیں، آپ کی آنکھ میں وہ بصارت نہیں جو آپ کے بڑوں کی آنکھوں میں ہے، آپ کے اندر وہ بصیرت نہیں کہ آپ نقصان دہ چیز کا ادراک کرسکیں، لیکن آپ کے بڑے بصیرت ودوراندیشی سے جس کام کو کہیں، آپ اسی کو کریں، جس راستہ پر چلنے کی تلقین کریں آپ اسی کو اختیار کریں، اسی پر مضبوطی سے گامزن رہیں، جس مہیب راستہ سے بچائیں آپ اس سے احتراز کریں۔

مدرسہ سے محبت لازمی شئی ہے

اور یہ تبھی ہوسکتا ہے، جب آپ کو اپنے مادر علمی کے ذرہ ذرہ سے قلبی محبت ہو، انسیت ہو، یہاں کے ذمہ دار حضرات سے دلی لگاؤ ہو، ان کے اوپر آپ کا اعتماد ٹھوس اور پختہ ہو، یہ آپ کو جہاں انگلی پکڑ کر لیجائیں، آپ بے چوں چراں ان کا ساتھ دیں، یہ آپ کے اچھے مستقبل کی تلاش میں ہیں کیونکہ یہ زمانے کو دیکھ رہے ہیں، اندازہ کر چکے ہیں ایک بار نہیں سو بار سوچ چکے ہیں، آپ کی کامیابی وکامرانی کے لئے ہر دم محنتیں کوششیں جاری وساری ہیں، جس طرح

حضرت باندویؒ کے بڑوں نے بڑی دور بینی سے دیکھ لیا تھا، کہ ان کو وقت کا امام بننا ہے، اپنے وقت کا مصلح اپنے دور کا عظیم محدث و مفسر اور سلوک وطریقت کی راہ میں بڑے بڑے عالموں کے استاذ عارف باللہ، جن کو اویس زمانہ کے لقب سے نوازا گیا، یہ سب دیکھ کر اور بھانپ کر 57 آپ کی تربیت ہوئی اس وجہ سے آپ کو وہ مقام ملا، کہ آج جب ان کا نام سامنے آتا ہے، تو ہر مسلمان ان کے جیسا بننے کی تمنا کرنے لگتا ہے۔

انسان کے بس میں صرف کوشش ہے

قرآن پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"وان لیس للا نسان الا ما سعی، وان سعیہ سوف یری" (سورۃ النجم) انسان کے بس میں کوشش ہے، دن رات محنت کرنا ہے، شب و روز کسی کام کے لئے ایک کردینا ہے، نتائج اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور محنت کا بدلہ بھی عنقریب دکھا دیا جاتا ہے، محنت کا ثمرہ بھی جلد مل جاتا ہے، یہ اللہ کا وعدہ ہے اور پورا پورا ملتا ہے، کمی وتخفیف نہیں کی جاتی"ثم یجزاہ الجزاء الا وفی'' پھر اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ہماری راہ میں کوشش کرنے والے خوش حال ہونگے

"والذین جاھدوا فینا لنھد ینھم سبلنا" (سورۃ العنکبوت) جو ہمارے راستہ میں کوشش کرے گا ہم اس کیلئے راہیں کھول دیں گے، کسی انسان کو رہبر کامل جانا، راستہ بتلانے والے کامل جانا ایک بڑی نعمت ہے، جو اس دور میں بہت کم ملتی ہے، آپ کی رہبری کی جارہی ہے، راستہ بتلایا جارہا ہے، آپ کو صرف محنت کرنی ہے، اور جس راستہ کی تلقین کی جارہی ہے، اس کو اپنے دامن میں جگہ دینی ہے، کسی بھی چیز کو حاصل کرنے کیلئے سخت جدو جہد ضروری ہوتی ہے، بغیر محنت و کوشش کے کوئی چیز حاصل نہیں ہوا کرتی، اور خصوصا طالب علمی کا دور صرف تعلیم میں محنتیں چاہتا ہے، اس دور کی خوراک محنت ہے، کوشش ہے، شوق وجذبہ ہے، لگن ہے، جس

طرح بچہ کو دن رات کھانے کی ضرورت پڑتی ہے،اس طرح علم کو حاصل کرنے میں محنت کی ضرورت پڑتی ہے، یہ راتوں کو جاگ کر حاصل ہوتا ہے، دنوں کا آرام کھو کر تمام تعلق ختم کر کے صرف رہبر کی بات مان کر اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے،اور رہبر بھی مخلص ہو،قول وعمل میں تضاد نہ ہو،خلوص اور آپ کی کامیابی کو پیش نظر رکھ کر زمانہ اور حالات کے پیش نظر آپ کی رہبری کرے، وہی آپ کا سچا رہبر ہے، وہی آپ کو صحیح راہ بتلانے والا ہے، اگر اس انداز ہ سے کوئی رہبری کرے، تو قبول کرو اور اس پر عمل کرو، پھر دیکھئے کامیابی آپ کی جانب لپکی ہوئی دوڑتی ہوئی چلی آئے گی۔

زمانہ میں اہل علم کی قدر ہوتی ہے

عزیزو! ایک بات یاد رکھیں زمانہ میں اہل علم کی قدر ہوتی ہے، ورنہ بہت ہیں جو لمبے لمبے چوغے اور قبے زیب تن کرتے ہیں، مگر علمی مقام نہیں، بولنے کو بول لیتے ہیں لیکن کام کی خیر کی بات ان کی زبان سے نکلتی ہی نہیں، اس لئے یہ عمر صرف تعلیم میں انہماک کی عمر ہے، اس زمانہ میں آپ کا سب سے اچھا دوست کتاب ہے، ایک بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا تھا ”خیـــــــر جلیس فی الز ما ن کتا ب“ سب سے بہترین ہم نشیں دوست کتاب ہے، اگر آپ نے اس عمر میں کتاب سے دوستی کر لی، کتابوں سے آپ کو انسیت ہو گئی، آپ کا تعلق کتابوں سے پختہ ہو گیا، تو آپ کی زندگی کامیاب ہے، ورنہ چند دنوں بعد ہی آپ کو اندازہ ہو جائیگا کہ کاش ہم بات مان کر زندگی گذارتے، آپ جو کچھ بنیں گے، یہیں بنیں گے، یہاں سے جو کچھ بن کر نکلو گے، آخر تک وہی رہو گے، اگر آپ ابھی سے نیک کاموں کی طرف راغب ہیں، تو بعد میں بھی آپ نیک کاموں کی جانب لپکیں گے، دوڑیں گے، اور اگر آپ کچھ نہ بنے، تو حسرت وافسوس سے کچھ نہیں ہوگا، وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوگا، پھر رونے سے بھی کچھ نہیں ہوگا، اس لئے ابھی وقت ہے، عمر ہے، آپ اپنے وقت کا صحیح استعمال کریں، اپنے کاموں میں صرف کریں، تعلیم کی محنتیں شب وروز جہد مسلسل سے کام لے کر اپنے آپ کو کسی قابل بناؤ، اور اپنی

عقل سے سوچ سمجھ کر اپنا رہبر متعین کرو، جو آپ کی زندگی کی کامیابی کی ضمانت لے سکے، اپنا ہاتھ کسی ایسے ہاتھ میں دو، جس ہاتھ میں یہ صلاحیت وقوت ہو، جو آپ کو زمانہ اور حالات کے نئے نئے فتنوں سے نکال کر کامیابی کی منزل تک پہنچا سکے۔

58

طالب علم کا اصل توشہ

ششماہی امتحان کے بعد سستی وکاہلی ناکامی کا سبب ہے

تعطیل ششماہی کو تقریبا دو ہفتہ گذر چکے ہیں اور آپ طلباء کے اندر سے اب تک چھٹی کا خمار ختم نہیں ہوا، کیونکہ امتحان سے قبل تعلیم میں جو محنتیں تھی، جو آپ کی کوششیں تھیں، وہ سبقت لے جانے والی کوششیں تھیں، وہ قابل دید تھیں، قابل ستائش تھیں، چاروں طرف سے قرآن پاک کے گنگنانے اور دیگر کتابوں کے پڑھنے کی مسحور کن آواز ہر وقت پردہ سماعت سے ٹکرارہی تھیں، ہر طالب علم محنتی نظر آتا تھا، جس طالب علم پر بھی نظر پڑتی، اس کے چہرہ پر مقصدیت اور تعلیم کی تیئں دلچسپی ومحنت نظر آتی تھی، آپ کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، کچھ سیکھنے کے لئے ہو گیا تھا، ایک علمی ماحول نظر آنے لگا تھا، اور جیسے ہی امتحان گذرے، آپ کے اندر غفلت کاہلی وسستی نے جگہ لے لی ہے، اور شیطان آپ کے اوپر مسلط ہونے کو ہے، آپ کے ذہنوں سے یہاں آنے کا مقصد اوجھل ہو گیا ہے، لگتا ہے آپ کو کچھ بننا ہی نہیں، دنیا اور ملت کے لئے کچھ کرنا ہی نہیں، آپ غفلت اور تساہلی میں ہیں۔

آپ ہی کے اندر شبلیؒ وسلیمانؒ مضمر ہیں

اور آپ کے اساتذہ وذمہ داران آپ کے اوپر شب وروز محنتیں صرف کررہے ہیں، دن رات آپ ہی کی فکر دامن گیر ہے، آپ ہی کا خیال ستائے ہوئے ہے، آپ کے مستقبل کی اچھی تلاش میں سرگرداں ہیں، آپ کے والدین بھی امید لگائے بیٹھے ہیں، مسلمان امت آپ کی منتظر ہے، علم کی تعلیم کی پیاسی ہے، اور آپ ہیں کہ کچھ احساس نہیں، شعور وادراک

نہیں، اپنے منصب و مرتبہ کی پہچان نہیں، اپنے مقام کا ادراک نہیں، آپ وہ ہی تو ہیں، جو انبیاء کے نائبین ہیں، آپ وہ ہی تو ہیں، جو رسولوں کے وارثین ہیں، ارے آپ ہی کے اندر شبلی وسلیماں، نانوتوی وتھانوی علی میاں و باندوی مضمر ہیں، لیکن آپ کو احساس تک نہیں، اگر آپ نے اپنے کو نہ پہچانا، تو ایک وقت آئیگا، کہ آپ کو شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

یہ سفر بڑا پر خطر ہے

آپ کو طریقہ بتلایا جا رہا ہے، راستہ کی رہنمائی کی جا رہی ہے، جو ہمارے اکابر اس راستہ سے گذرے، ان کے احوال آپ کو بتلا دیئے گئے، جو اساتذہ اس راہ پر چلے، انہوں نے آپ کو راستہ کے نشیب و فراز بتلا دیئے ہیں، پھر بھی آپ ہیں، کہ ماننے کو تیار نہیں، جبکہ یہ سفر بڑا پر خطر ہے، بڑا سنگین ہے، اس میں عجیب عجیب حالات پیش آتے ہیں، کہیں اندھیرا ہے تو کہیں اجالا ہے، کہیں روشنی ہے تو کہیں تاریکی، کہیں ظلمت ہے تو کہیں نور کی بارش ہے، کہیں پریشانیاں ہیں تو کہیں فراخیاں ہیں، کہیں تنگ دستی ہے، تو کہیں سخاوت کے دریا ہیں، اگر ایک جانب قدم ڈگمگاتا ہے، تو کہیں لڑکھڑاتا ہے، جب سب کچھ آپ کو بتا دیا گیا، اور آپ کو معلوم ہے، تو پھر اس اعتبار سے تیاری کیوں نہیں؟۔

دریا میں مچھلی کا واقعہ

دریا میں ایک مچھلی تیر رہی تھی، اس سے دوسری بڑی مچھلی نے کہا، کہ یہاں شکاری کانٹا لگاتے ہیں، تو ذرا سنبھل کر رہنا، اگر تم نے حرص کی، اور پھنس گئی، تو شکاری تمہیں اپنی طرف کھینچے گا پھر وہ تمہیں چھری سے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کرے گا، اس کی بیوی تمہیں نمک مرچ لگائے گی، آگ کے شعلوں پر پکائے گی، دسترخوان پر سجائے گی، پھر مہمانوں اور گھر والوں کو بلائے گی، پھر وہ سب تمہیں بتیس دانتوں سے چبا کر کھائیں گے، اب وہ چھوٹی مچھلی کہنے لگی کہ اچھا میں ذرا دیکھتی ہوں، اب اگر وہ ساری عمر دریا میں چکر لگاتی ہے، تب بھی نہ چھری

دیکھے گی، نہ آگ دیکھے گی، نہ بتیس دانت دیکھے گی، اس لئے کہ وہ چیزیں پانی میں ہیں ہی نہیں، یہ تو اعتبار کرنیوالی بات ہے، مان جائے تو اس کا فائدہ نہ مانے گی تو وہ جیسے ہی اس شکاری کے کانٹے میں پھنسے گی، اس کے ہاتھوں میں آتے ہی یہ سب منظر اپنی آنکھوں سے دیکھے گی پھر اس کو احساس ہوگا، پہلے ہی بتلایا گیا تھا، اگر بچتی تو اس کے دام میں نہ پھستی، اسی طرح آپ ہیں، سب کچھ بتلایا جا رہا ہے، راستوں کی رہنمائی کی جا رہی ہے، نشیب وفراز بتلائے جا رہے ہیں، اگر آپ نے بھی بات نہ مانی، تو آپ جب کچھ قدم چل کر ہار کر جائیں گے، تب آپ کو یہ باتیں یاد آئیگی، اور پھر احساس کرنے سے رونے سے کچھ نہیں ہوگا، ابھی وقت ہے، اگر مانو گے فائدہ ساتھ ساتھ نظر آجائے گا، اگر نہیں مانو گے تو نقصان دوگنا ہوگا، پھر اس کا بدلہ کچھ نہیں ہوگا، بس زندگی خراب ہوسکتی ہے۔

انڈے کے اندر مرغی کا بچہ

انڈے کے اندر مرغی کا بچہ ہے، پیدا ہونے سے چند لمحہ پہلے اگر کوئی اس کو بتائے، کہ تم ایک ایسے جہان میں جا رہے ہو، جہاں چھ فٹ کا انسان ہوتا ہے، اور سوسو منزلہ بلڈنگیں ہوتی ہے، اور پچاس فٹ اونچے درخت ہوتے ہیں، پہاڑ ہوتے ہیں، سمندر ہوتے ہیں، دریا ہوتے ہیں، وہ کہے اچھا میں دیکھتا ہوں، تو انڈے کے اندر اس کو کچھ نظر نہیں آسکتا، مان جائے تو بہتر، نہیں مانے گا، تو جیسے ہی انڈے سے باہر نکلے گا، وہ انسان کو بھی دیکھے گا، وہ درختوں کو بھی دیکھے گا، وہ پہاڑوں کو بھی دیکھے گا، دریاؤں کو بھی دیکھے گا۔

امت آپ کی شدت سے منتظر ہے

اسی طرح آپ ہیں، امت آپ کی منتظر ہے، آپ کی فراغت کے بعد نہ جانے آپ پر کیا کیا حالات آئیں گے، کیسے کیسے واقعات پیش آئیں گے، کونسی خدمت آپ کے ذمہ ہوگی، کون سے عہدے کی کرسی پر آپ جلوہ افروز ہونگے، لیکن عہدوں اور کرسیوں پر بیٹھنے اس کو

سنبھالنے اور چلانے کی صلاحیت آپ کے اندر ہے یا نہیں، نہ جانے امت آپ کو کن کن مسائل میں الجھائے گی، آپ کی راتوں کی نیند خراب ہوگی، دنوں کا چین وسکون غارت ہوگا، ان سب کے باوجود آپ جواب دے پائیں گے یا نہیں، اس ٹوپی اور ڈھاڑی کی لاج رکھیں گے یا نہیں، اپنے مادر علمی کا نام روشن کروگے یا اس کے نام پر دھبہ لگاؤگے، اس لئے ابھی وقت ہے، صحت ہے، بچپن ہے، کوئی گھریلو ذمہ داری آپ کے سروں پر نہیں، والدین آپ کو ہر ماہ خرچ دے رہے ہیں، اور آپ ہو کہ مزے لوٹ رہے ہو، آپ صرف کینٹن کے لطائف میں مسرور ہو، والدین کی خون پسینہ کی کمائی فضول برباد کر رہے ہو، آپ کو اپنے والدین کی تمنائیں پوری کرنی چاہئے، اپنے اساتذہ وذمہ داران کی آرزؤوں پر مکمل اترنا چاہئے، پھر آپ اچھے اور بہترین بن سکتے ہو، اور کامیابی آپ کے قدم بوس ہوگی، ترقیات آپ کے قدموں میں آپڑیں گی، کامرانی آپ کے ساتھ ہوگی، پھر آپ کی زندگی حیات جاودانی سے تعبیر ہوگی اور آپ امت کے لئے کچھ کرسکیں گے، جس کے لئے آپ کو تیار کیا جارہا ہے، جس کے لئے آپ کے اوپر شب وروز محنتیں جاری وساری ہیں اللہ تعالی آپ کو بات مان کر زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

طالب علم اور اسفار

ایک کتاب کی تعلیم کے لئے دور دراز کا سفر

یادش بخیر! ایک زمانہ وہ تھا کہ علم کی طلب اور اس کو حاصل کرنے کے شوق میں انسان براعظم اور سمندروں کو طے کرڈالنا آسان سمجھتا تھا، اور طویل ودرازاسفار ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی، تاریخ میں ایسی شہادتیں باحسن موجود ہیں، کہ پیادہ پا صدہا میل کا سفر ایک کتاب کی تعلیم کی خاطر کیا گیا، تاریخ ہم کو یہ بھی بتاتی ہے کہ صرف نباتات کی تحقیق اور حالات معلوم کرنے کے لئے ملکوں ملکوں مؤرخین پھرے گھومے، اگر ان کے دلوں میں وہ شوق اور لگن اور دماغوں میں ولولہ نہ ہوتا تو ہم کو ابن بیطار اور سید شریف نصیب نہ ہوتے، ابو حاتم رازی اور حافظ بن طاہر کے کارنامے آج بھی کچوچے لگاتے ہیں۔

علماءسلف وخلف کے احوال

علمائے سلف کے حالات واحوال دیکھنے اور سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ شوق علم کے لئے بے تابی ان کوستاتی تھی جوان کوکسی شہر یا ملک میں قرار نہیں لینے دیتی تھی وہ ایک سمندر سے دوسرے سمندر ایک براعظم سے دوسرے براعظم چلتے رہتے، اور اپنی علمی پیاس بجھاتے اور حقیقت تو یہ ہے کہ آج ہم اپنے اسلاف کے کارناموں پر اترا کر ان کے روشن نام کو دھبہ لگاتے ہیں، جبکہ ان کے سامنے ہمارے ارادے پست اور کمزور ہیں۔

سینکڑوں اور ہزاروں میل کا پیادہ پا سفر

محدثین عظام کے حالات زندگی پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں اور ہزاروں میل کا

سفر حدیث کی طلب میں کیا، یہاں تک کہ مسلمانوں کی علمی دنیا میں سفر کا رواج اولاً علم حدیث کی طلب وجستجو میں کیا گیا، امام مالکؒ ایک حدیث کی خاطر راتوں ودنوں پیادہ پا چلتے، امام دارمیؒ نے طلب حدیث میں حرمین، خراسان، عراق شام اور مصر کا سفر کیا، امام بخاریؒ نے چودہ برس کی عمر میں علم کی طلب میں سیاحت شروع کی اور بخارا سے مصر تک سارے ممالک ان کے اسفار میں شامل ہیں، بعض محدثین عظام وہ ہیں جن ہوں نے علمی اسفار میں بحیرہ روم اور بحر احمر طے کیا، اور بعض وہ ہیں جن ہوں نے خشکی میں پورا براعظم افریقہ چھان ڈالا، اور اپنے مقصد کی دھن میں کامیابی حاصل کی، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ پیادہ پا مشقت کی وجہ سے پیشاب میں خون آنے لگتا، حافظ عبداللہ اصفہانیؒ ایک مرتبہ اپنے مقامات کی رحلت کی تفصیل بیان کر نے لگے کہ میں حدیث حاصل کرنے گیا ہوں طوس، فرات، بلخ، بخارا، سمرقند، کرمان، نیشاپور، جرجان، غرض اس طرح وہ نام لیتے گئے، یہاں تک کہ ایک سوبیس ۱۲۰ مقامات کے نام لے ڈالے، آفریں صد آفریں اس بلند وباہمت جواں مرد پر جو اتنے مقاموں کا سفر کرتے کرتے نہیں گھبرایا۔

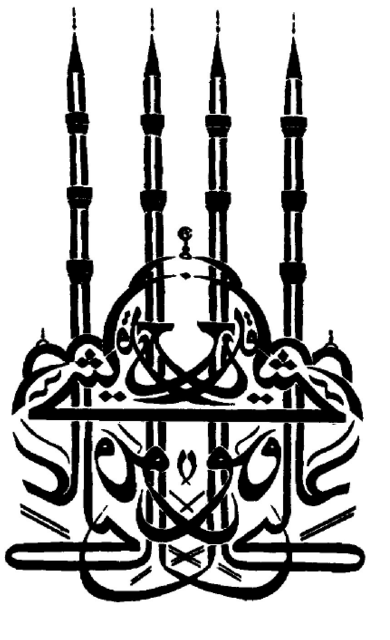
امام اسمعیلیؒ ایوب رازیؒ کی وفات کی خبر سنکر پھڑک اٹھے

امام اسمعیلیؒ نے جب محمد بن ایوب رازیؒ کی وفات کی خبر سنی تو روئے، چیخے، کپڑے پھاڑ ڈالے، اور سر پر خاک ڈالی ان کی پریشانی دیکھ کر اہل بیت جمع ہوگئے، پوچھا خیر تو ہے کیا حال ہے، انہوں نے دلگیر ہو کر کہا کہ تم مجھ کو سفر کرنے سے روکتے رہے آخر محمد بن ایوبؒ وفات پا گئے اب میں ان کو کہاں پاؤں گا۔

اکابر واسلاف کے اسفار

یہ تھی ہمارے اکابرین اور اسلاف کی علم کی طلب اور اس کے لئے شوق ولگن میں علمی اسفار کی ایک طویل داستاں جس کی وجہ سے آج ہم آرام کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ کرتے

اور پڑھتے ہیں، وہ کتابیں جن کو پڑھنے کے لئے انہوں نے طویل اسفار پیادہ پا کئے، جبکہ ان کے اخلاف آج ایسے ہیں کہ ہمارے مقابلہ میں دنیا کی ساری قومیں علم وحکمت کے زیادہ قدرشناسی کی مدعی ہیں، اگر ماضی کی اس بلند ہمتی کا اثر ہم میں کچھ بھی عیاں ہوتا تو آج امتحان مقابلہ ہمارے واسطے ایک مہیب مسئلہ اور ڈرنہ قرار پاتا اور ہر شعبہ میں ہم کامراں وبا مراد ہوتے زوال وادبار پستی ہمارا مقدر نہ بنتی، سچ یہ ہے کہ شوق اور ہمت نہیں ورنہ یہی کڑوے گھونٹ شربت کی طرح گوارا ہو جاتے اور ساری محنتیں کامیاب اور تمام منزلیں آسان ہو جاتیں۔



62

پیدائش سے وفات تک علم

انسان کی فکر پر چلنا ہی اس کی کامیابی ہوتی ہے

انسان کے دنیا میں آنے کے بعد اس کے فکر وخیالات کی دنیا وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہے، وہ مختلف افکار ونظریات کے تحت زندگی گذارتا اور ان افکار ونظریات کو عام کرتا ہے یہی اس کا مقصود ہوتا ہے جب اس کے افکار عام ہو جائیں اور اس کے نظریات پر ایک طبقہ زندگی گذارنے لگے تو وہ اس میں اپنی کامیابی تصور کرتا ہے، اور یہ اس کو اپنی ترقی معلوم ہوتی ہے، لیکن اس دنیا میں ایک میدان یہ بھی ہے کہ جو انسان اس میں اپنی لگن اور شوق کی بنیاد پر قدم رکھتا ہے اور اپنے مفاد سے زیادہ اس کو امت اور انسانیت کا مفاد وابستہ ہوتا ہے تو اس میدان میں قدم رکھنے کے بعد کبھی وہ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتا، اور آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے یہ میدان علم ہے جو انسان علم کی تلاش میں اپنا سفر جاری کرتا ہے پھر اس سفر میں کوئی اسٹاپ stop نہیں آتا اور یہ سفر قبر کی آخری منزل تک جاری وساری رہتا ہے اور قبر ہی اس کا منتہا ہوتی ہے۔

علم حاصل کرنیکا زمانہ کبھی ختم نہیں ہوتا

علامہ ابن العلاء سے ایک بار کسی نے پوچھا کہ آدمی کو علم کب تک حاصل کرنا چاہئے اس عالی دماغ نے جواب دیا ”ما دامت الحیاۃ تحسن بہ“، یعنی جب تک زندگی مہربان رہے، کیونکہ دریائے علم ناپید کنار ہے اور زندگی ہزار وسعتوں وآرائشوں کے باوجود محدود ہے جس انسان کی جو عمر جو لمحات اس دنیائے فانی میں لکھ دیئے گئے ہیں اس کو وہی وقت پورا کر کے اپنے پیدا کردہ خالق ومعبود کے پاس لوٹ جانا ہے۔

اکابرین نے روح نکلنے تک اپنا تعلق علم سے رکھا

اگر آپ اپنے اسلاف کی زندگیوں کا مطالعہ کریں گے تو ایسے جوان ثابت قدم پائیں گے جنہوں نے اس قول کو دم واپسیں تک عزیز رکھا اور دنیا کو دکھلا دیا کہ جب موت کا فرشتہ ان کی جان تن سے جدا کر رہا تھا وہ علم کی خدمت میں مشغول تھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب علم محدود نہیں تو اس کی طلب کی بھی کوئی حد نہیں، کوئی عمر کوئی منزل کا تعین نہیں، اپنے مقصد کی تلاش میں پڑھتے جائیں اور کڑھتے جائیں، جبکہ طالب علم کا یہ گمان کرنا کہ میں حد کو پہنچ جاؤں گا اس کے حق میں سم قاتل ہے، بلکہ علمی سفر میں وقوف ٹھہراؤ، کتابوں اور علمی مجالس سے بے اعتنائی، مطالعہ و کتب بینی سے بیزاری تنزلی کے دور کی پہلی علامت ہے، علمی عروج میں جس زینہ پر بھی طالب علم کا قدم رکا وہیں سے پستی و تنزلی کا دور شروع ہو جاتا ہے اور جب تک ذہن و دل میں نادانی کا خیال راسخ اور ''میں کچھ نہیں'' کا مقولہ رہتا ہے تبھی تک میدان علم میں فتح و فیروز مندی قدم چومتی ہے اور کامیابی و ترقی نصیب ہوتی ہے۔

سقراط کا مشہور مقولہ

سقراط کا مقولہ مشہور ہے کہ میرے علم کی معراج یہ ہے کہ میں نے یہ سمجھ لیا کہ مجھ کو کچھ نہیں آتا دیار مغرب کا ایک حکیم دانا جب بستر نزع پر دم توڑ رہا تھا تو اس نے کہا دنیا میرے علم کی نسبت معلوم نہیں کیا کیا گمان کر رہی ہے مگر میں اپنے آپ کو یہ سمجھتا ہوں کہ ایک نافہم بچہ سمندر کے کنارے پر چند خزف پاروں سے کھیل رہا ہے اور علم کا ناپید کنار سمندر اس کے سامنے موجزن ہے، بے شک ان علماء کا اگر یہ دلی عقیدہ نہ ہوتا تو وہ ہرگز ان اعلیٰ مراتب پر سرفراز نہ ہوتے۔

امام ابن السنیؒ کے صاحبزادہ کا فرمان

امام ابن السنیؒ کے صاحبزادہ کا فرمان ہے کہ میرے والد نے ایک روز لکھتے وقت قلم

دوات کے منھ پر رکھا اور دعا کو ہاتھ اٹھائے، جو ہاتھ دعا کے واسطے اٹھے تھے پھر وہ قلم نہ اٹھا سکے اور عین حالت دعا میں روح عالم بالا کو پرواز کرگئی، اس وقت ان کی عمر ۸۰/ برس سے متجاوز تھی، پریشانی میں بھی مطالعہ کا فائدہ باقی رہتا ہے انسان جب کبھی پریشانی میں مبتلا ہوتا 63 ہے تو اس سے معمولی کام بھی نہیں ہو سکتے لیکن طلب صادق میں یہ کرامت ہے کہ وہ پریشانی کے وقت میں بھی اپنا کام باحسن انجام دلواتی ہے، ہمارے علمائے سلف نے خاص پریشانی کے عالم میں بھی وہ کام کیئے کہ زمانہ آج تک ان پر آفریں کر رہا ہے۔

ابوتمام کا کارنامہ

ابوتمام شاعر ایک مرتبہ خراسان کے سفر کے لئے پا بہ رکاب تھے اثنائے سفر برف باری اتنی شدید ہوئی کہ راستے بند ہو گئے ابوتمام کو چند روز وہیں قیام کرنا پڑا مگر زندہ دل شاعر نے اس وقت کو بھی غنیمت جان لیا اور جس رئیس کا وہ مہمان تھا اس کے کتب خانہ میں دواوین عرب بکثرت موجود تھے اس نے تمام دیوان پڑھ ڈالے اور ان میں اشعار منتخب کر کے عربی نظم واشعار کا ایسا نمونہ اور بے بہا خزانہ تیار کر ڈالا جو آج تک حماسہ کے نام سے سارے عالم میں مشہور ہے اور ہمارے ملک کی معروف درسگاہوں میں داخل نصاب ہے، ہمارے طلباء کا جو وقت اسٹیشن، ائیر پورٹ، ٹرین اور فلائٹ کے انتظار اور پھر تاخیر کی صورت میں گذرتا ہے اس کا بکثرت دھیان نہیں جبکہ اس وقت کو مفید اور زندگی کے قابل بنایا جا سکتا ہے، وہ اوقات آج کل موبائل اور سوشل میڈیا نے لے لئے ہیں، جبکہ ان کے مثبت استعمال سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

میدان علم میں کوئی وقوف نہیں

اس لئے طلبائے عزیز! میدان علم میں قدم رکھنے کے بعد کوئی وقوف اور کوئی اسٹاپ نہیں اور زندگی کی آخری حد تک یہ جاری رہتا ہے اس لئے جب آپ نے اس میدان کو اپنے اختیار

اور اپنی چاہت اور فرمائش سے چنا ہے تو اس پر ترقی اور استقامت و پامردی کے ساتھ روشن اور اسلاف کی نسبت کو سچی و پکی نسبت میں تبدیل کریں، آج زمانہ کو اسی کی ضرورت ہے، اور اسی کی تلاش میں انسانیت سرگرداں ہے، اللہ تعالی وہی شوق ولگن ہمارے اندر بھی پیدا فرمائے (آمین)